حیات طیبہ

روایاتِ مسندِ احمد کی روشنی میں

﴿۴﴾

مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی

Life of the Holy Prophet (peace be upon him) in the light of "Musnad Ahmad"

Imam Ahmad ibn Hanbal (demise 241AH), is a trustworthy Imam of Hadith and Fiqh. His anthology "al-Musnad (Supported)" holds a high reputation in Hadith literature. The importance of his exposition "al-Musnad" can be judged by this comment of 'Allāma Jalaluddin Sautī: "The weak (Da'īf) traditions of al-Musnad should also be taken in the grade of Good (Hasan)".

Compilation of the life of the Holy Prophet (peace be upon him) in the light of Holy Qur'ān and Ahadīth is an important work. Scholars have given attention towards this kind of work in all the periods. In fact, this article is the first part of the series of these articles. The learned scholar of this article has recorded the events of before the birth of the Prophet till the beginning period of his propagation.

غزوۂ بدر (۲ہجری)

غزوۂ بدر میں شریک صحابہ کی تعداد

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ہم کہا کرتے تھے کہ غزوۂ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تعداد طالوت کے اصحاب کی جالوت سے جنگ کے روز جتنی تھی، تین سو دس سے

کچھ اوپر، جنہوں نے طالوت کے ساتھ دریا عبور کیا تھا، اُن کے ساتھ صرف مؤمن ہی پار اترے تھے۔(۱)

غزوۂ بدر رمضان میں ہوا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والے صحابہ کرام تین سو تیرہ تھے، جن میں چھہتر مہاجر صحابہ تھے، قریش کو جمعہ کے دن رمضان کی سترہ تاریخ کو بدر میں شکست ہوئی تھی۔(۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے رمضان کے مہینے میں دو غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی ہے غزوہ بدر اور فتح مکہ، دونوں میں ہم نے روزہ نہیں رکھا۔(۳)

بچوں کو واپس فرمانا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کو بدر کے دن کم سن جان کر واپس کر دیا تھا۔(۴)

ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی غزوۂ بدر میں شرکت کی خواہش

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ بن الحارث سے ملاقات کو تشریف لے جایا کرتے تھے، غزوۂ بدر کے موقع پر انہوں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! کیا آپ مجھے اجازت مرحمت فرماتے ہیں کہ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں، میں آپ کے مریضوں کی تیمارداری کروں گی، زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گی، شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت سے سرفراز فرمادے؟ آپ نے فرمایا: اپنی جگہ رہو (گھر میں بیٹھو) اللہ عزوجل تمہیں شہادت کی موت عطا فرمائے گا۔

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک باندی اور غلام کو مدبر بنا رکھا تھا (یعنی وہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر آزاد ہو جائیں گے)، حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی حیات طویل ہوگئی تو انہوں نے آپ کو کمبل میں لپیٹ کر مار دیا اور بھاگ گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو ان کی باندی اور غلام قتل کر کے بھاگ گئے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ورقہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کو تشریف لے جاتے اور فرماتے چلو شہیدہ سے ملاقات کو چلیں، ان کو فلاں باندی اور غلام مار کر فرار ہو گئے ہیں ان کو کوئی شخص پناہ نہ دے، جس کو یہ (مجرم) ملیں ان کو لے آئے، پھر باندی اور غلام پکڑ کر لائے گئے تو ان کو پھانسی دی گئی، اسلام میں یہ پہلے

مصلوب (پھانسی پانے والے) تھے۔(۵)

قریش کے قافلے کی جاسوسی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسیسہ رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان کے قافلے کی جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا کہ قافلہ کہاں تک آ پہنچا، حضرت بسیسہ رضی اللہ عنہ واپس آئے، گھر میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ راوی کہتے ہیں معلوم نہیں انس رضی اللہ عنہ نے آپ کی زوجہ محترمہ کا استثنا کیا تھا یا نہیں، بسیسہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلے کے بارے میں بتایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ نے لوگوں سے گفتگو فرمائی اور ارشاد فرمایا: ہماری مطلوبہ چیز آ پہنچی ہے، جس کی سواری موجود ہو وہ ہمارے ساتھ سوار ہو، لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے تھے کہ ان کی سواریاں مدینے کی بالائی آبادی میں ہیں وہ لے کر آ جائیں، آپ نے فرمایا: نہیں، بس وہی روانہ ہو جس کی سواری موجود ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ روانہ ہو گئے اور مشرکوں سے پہلے بدر میں پہنچ گئے۔(۶)

بدر کی جانب سفر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، بدر کی طرف سفر میں ہم تین آدمی باری باری ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے، حضرت علی اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواری کے ساتھی تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدل سفر کرنے کی باری ہوتی، دونوں کہتے آپ کے بدلے ہم پیدل چلیں گے (آپ سوار ہو کر سفر کریں) آپ ارشاد فرماتے: تم مجھ سے زیادہ طاقت ور نہیں ہو اور نہ میں حصول اجر کے لئے تم سے مستغنی تر ہوں۔(۷)

مشرک کی امداد مسترد فرمانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے، ایک مشرک آپ کے پیچھے پیچھے گیا، جمرہ کے پاس اس کی آپ سے ملاقات ہوئی، اس نے کہا: میں آپ کے ساتھ جانا اور حصہ لینا چاہتا ہوں، آپ نے پوچھا: کیا تم اللہ عزوجل اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: واپس چلے جاؤ ہم کسی مشرک سے مدد نہیں چاہتے، پھر وہ آدمی مقام ''شجرہ'' کے قریب آپ کے پاس آیا، آپ کے صحابہ کرام اس کی قوت اور بہادری کی وجہ سے خوش ہوئے، اس نے پھر اپنی خواہش دہرائی کہ میں آپ کے ساتھ جانا اور آپ کے ساتھ حصہ لینا چاہتا ہوں، رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو؟ وہ بولا: نہیں، آپ نے فرمایا: واپس جاؤ، میں کسی مشرک سے مدد کا خواست گار نہیں ہوں، پھر وہ مقام بیدا پر حاضر ہوا اور اس نے اپنی خواہش دہرائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سوال کیا: کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں، پھر وہ آپ کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ (۸)

اونٹوں کی گردنوں میں موجود گھنٹیاں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بدر کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اونٹوں کی گردنوں میں موجود گھنٹیاں کاٹ دو۔ (۹)

دشمن سے بھی وعدے کا ایفا

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں صرف اس وجہ سے بدر میں شریک نہ ہوسکا کہ میں اور میرے والد حسیل رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کے ارادے سے نکلے، (راستے میں) ہمیں کفارِ قریش نے پکڑ لیا، اور کہا: تم محمد ﷺ کے پاس جا رہے ہو؟ ہم نے کہا: ہم تو مدینہ طیبہ جانا چاہتے ہیں، انہوں نے ہم سے اللہ کے نام سے پختہ عہد اور وعدہ لیا کہ ہم مدینہ کی طرف جائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی میں شریک نہیں ہوں گے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: تم واپس (مدینہ منورہ) جاؤ، ہم ان کے عہد کو پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ سے مدد چاہتے ہیں۔ (۱۰)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مشرکوں نے مجھے اور میرے والد کو پکڑ لیا اور ہم سے عہد لیا کہ ہم بدر میں ان کے خلاف جنگ نہیں کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکوں سے کیا ہوا وعدہ پورا کرو، ہم مشرکوں کے خلاف اللہ کی مدد مانگتے ہیں۔ (۱۱)

صحابہ کرام سے مشاورت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی طرف سفر میں صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے ارادے سے اتفاق کیا، آپ نے پھر مشورہ طلب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سفر کرنے کا مشورہ دیا، آپ خاموش ہو گئے، ایک انصاری نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم (انصار) سے رائے طلب فرما رہے ہیں، انصار نے کہا: یا رسول اللہ! قسم بہ خدا ہم ویسے نہیں کہیں گے جیسے بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا:

اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ O (۱۲)

تم جاؤ اور تمہارا رب، تم دونوں (ہی) ان سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

لیکن ہم اللہ کی قسم! اگر آپ برک الغماد تک تشریف لے جائیں، ہم آپ کے ساتھ ساتھ رہیں گے (۱۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے لئے نکلتے وقت مشورہ طلب فرمایا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نکلنے کی رائے دی، آپ نے پھر مشورہ مانگا تو عمر رضی اللہ عنہ نے روانہ ہونے کی رائے دی، آپ نے پھر رائے مانگی تو ایک انصاری نے کہا: اے گروہِ انصار اللہ کے نبی تم سے رائے مانگ رہے ہیں، اللہ کے نبی! آپ ہماری رائے معلوم فرمانا چاہتے ہیں؟ ہم آپ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ:

اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ o (۱۴)

تم جاؤ اور تمہارا رب، تم دونوں (ہی) ان سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اگر آپ برک الغماد تک تشریف لے جائیں تب بھی ہم آپ کے پیچھے پیچھے ہوں گے۔ (۱۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن لوگوں سے مشورہ کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اظہار خیال کیا، آپ نے اعراض فرمایا، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے گفت گو کی، آپ ﷺ نے اعراض فرمایا، انصار نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ ہماری رائے جاننا چاہتے ہیں؟ مقداد بن اسود عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں گھسنے کا حکم فرمائیں تو ہم سمندر میں گھس جائیں اور اگر آپ ہمیں برک الغماد تک اپنی سواریوں کے جگر مارنے کا حکم دیں تو ہم وہاں تک چلے جائیں، اے اللہ کے رسول! آپ کا جو جی چاہے وہی کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کوچ کرنے کا حکم دیا، آپ روانہ ہوکر بدر میں فروکش ہوئے، قریش کے سقے (پانی لینے) آئے ان میں بنو حجاج کا سیاہ فام غلام بھی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اسے پکڑ لیا اور ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کے متعلق دریافت کیا، اس نے کہا: مجھے ابوسفیان کے بارے میں علم نہیں ہے، البتہ یہ قریش، ابوجہل اور امیہ بن خلف (لشکر لے کر) آئے ہوئے ہیں، لوگ اس کو مارتے تو وہ کہتا: ہاں، یہ ابوسفیان (کا قافلہ) ہے، پھر اسے چھوڑ کر ابوسفیان کے بارے میں پوچھتے تو وہ کہتا: مجھے ابوسفیان (اور اس کے قافلے) کا علم نہیں لیکن یہ قریش آئے ہوئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مصروف تھے، نماز سے فارغ ہوکر آپ نے فرمایا: جب وہ سچی بات بتاتا

ہے (کہ مجھے ابوسفیان اور قافلے کا علم نہیں) تو تم اسے مارتے ہو اور جب وہ تم سے جھوٹ بولتا ہے (کہ یہ ابوسفیان اور قافلہ ہے) تو تم چھوڑ دیتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک رکھ کر اشارہ فرمایا: یہ کل فلاں (مشرک) کے گرنے کی جگہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے، دوسرے دن جنگ ہوئی، اللہ عز وجل نے قریش کو شکست دی تو نبی اکرم ﷺ نے جہاں جہاں ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ یہ فلاں فلاں کے گرنے کی جگہ ہے، اللہ کی قسم! وہ شخص اس جگہ سے ہٹ نہیں سکا تھا۔ (وہیں مقتول پڑا تھا)۔

تین روز کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین قریش کی طرف گئے وہ مردار ہو چکے تھے، آپ نے فرمایا: اے ابوجہل! اے عتبہ! اے شیبہ! اے امیہ! تمہارے رب نے تم سے جو وعدہ کیا تم نے اسے سچا پایا؟ میرے رب نے تو مجھ سے جو وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے سچا پایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ان مرداروں کو تین دن کے بعد آواز دے رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو کچھ میں نے کہا ہے تم اس بات کو ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے، پھر آپ کے حکم سے ان کو ٹانگوں سے کھینچ کر بدر کے گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ (۱۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کی آمد کی اطلاع ملی، (آپ نے مشورہ طلب فرمایا) ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے رائے دی، آپ خاموش رہے، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ہماری رائے جاننا چاہتے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اگر آپ ہمیں سمندر میں گھسنے کا حکم فرمائیں ہم سمندر میں گھس جائیں اور اگر آپ ہمیں برک الغماد (یمن کا ایک ساحلی شہر جو مکہ مکرمہ سے پانچ دن کی مسافت پر ہے) تک اپنی سواریوں کے جگر مارنے کا حکم دیں تو ہم وہاں تک چلے جائیں۔ (۱۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ابوسفیان کی آمد کی اطلاع ملی آپ نے صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا، پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور پھر عمر رضی اللہ عنہ نے گفت گو کی، آپ خاموش رہے، پھر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے مشورہ مانگ رہے ہیں، اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں، میری جان ہے، اگر آپ ہمیں سمندروں میں گھس جانے کا حکم دیں تو ہم سمندروں میں گھس جائیں، اور اگر آپ برک الغماد تک اپنی سواریوں کے جگر مارنے (تھکا دینے) کا حکم دیں تو ہم ایسا کر گزریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روانہ ہونے کا حکم دیا، لوگ روانہ ہو کر بدر میں اترے، قریش کے سقے وہاں سے پانی لینے آئے ان میں بنو الحجاج کا سیاہ فام غلام بھی تھا، صحابہ نے

اسے پکڑ لیا اور اس سے ابوسفیان اور اس کے (قافلہ والے) ساتھیوں کے بارے میں پوچھنے لگے، اس نے کہا: مجھے ابوسفیان کے بارے میں معلوم نہیں، البتہ ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ اور امیہ بن خلف ہیں۔ جب اس نے یہ کہا صحابہ نے اسے زدوکوب کیا، مار پیٹ کی وجہ سے اس نے کہا: میں تمہیں بتاتا ہوں یہ ابو سفیان (اور اس کا قافلہ) ہے، جب اسے چھوڑ دیتے پھر پوچھتے وہ کہتا: مجھے ابوسفیان کے بارے میں معلوم نہیں، البتہ یہاں لوگوں میں ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ موجود ہیں، یہ سنتے ہی لوگ پھر اسے مارنے لگتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے نماز میں مشغول تھے، جب آپ نے ان کی یہ کارروائی ملاحظہ فرمائی، نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے جب وہ تم سے سچ کہتا ہے تم اسے مارتے ہو اور جب وہ تم سے جھوٹ بولتا ہے تم اسے چھوڑ دیتے ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل یہ فلاں (مشرک) کے گرنے کی جگہ ہے آپ زمین پر یہاں، وہاں ہاتھ رکھ رہے تھے، ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ادھر ادھر نہیں گرا۔ (۱۸)

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، بدر کے دن مقداد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ سے ویسا نہیں کہیں گے جیسا بنواسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ: تم اور تمہارا رب جا کر لڑے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، آپ اور آپ کا رب جنگ کریں ہم بھی آپ کے ساتھ ساتھ جنگ کریں گے۔ (۱۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ سے اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح بنواسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ:

اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (۲۰)

تم جاؤ اور تمہارا رب، تم دونوں (ہی) ان سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

لیکن ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے ہر طرف سے جنگ کریں گے، میں نے دیکھا یہ جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور خوشی سے دمکنے لگا۔ (۲۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مقداد رضی اللہ عنہ شہ سوار تھے، آ کر عرض گزار ہوئے، اے اللہ کے نبی! آپ کو بشارت ہو اللہ کی قسم! ہم آپ سے ویسا نہیں کہیں گے جیسا کہ بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم جاؤ اور تمہارا رب جائے، جا کر لڑو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ہم آپ کے دائیں، بائیں، سامنے اور پیچھے ہر طرف

سے جنگ کریں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح عطا فرمادے۔(۲۲)

رب کے حضور دعا و مناجات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، بدر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو دیکھا جن کی تعداد تین سو سے قدرے زائد تھی، اور مشرکوں کو ملاحظہ فرمایا جو ہزار سے زیادہ تھے، نبی ﷺ قبلہ رو ہوئے، ہاتھ پھیلائے، آپ کے جسم پر تہبند اور چادر تھی، پھر اللہ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے، بارِ الٰہا! تیرا مجھ سے وعدہ کہاں ہے؟ اے اللہ! تو اپنا وعدہ پورا فرما، اے اللہ! اگر تو نے مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین پر تیری عبادت کبھی نہ ہوگی، آپ برابر رب عزوجل کی بارگاہ میں دعا اور استغاثہ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی چادر گر گئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی چادر لے کر آپ پر ڈالی اور آپ کی پشت مبارک سے آپ کو گلے لگا کر عرض کی: اللہ کے نبی! آپ نے اپنے رب سے بہت دعا کر لی، یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو وعدہ فرمایا ہے اسے ضرور پورا فرمائے گا، اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ۝(۲۳)

جب تم فریاد کرتے تھے رب سے تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہاری مدد کرنے والا ہوں
ایک ہزار پے درپے آنے والے فرشتوں سے۔

دوسرے روز جنگ ہوئی، اللہ عزوجل نے مشرکوں کو شکست سے دوچار کیا، ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قیدی ہوئے۔(۲۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ بدر کے دن ہم میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی گھڑسوار نہیں تھا، میں نے دیکھا ہر شخص سو رہا تھا، صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک درخت کے نیچے نماز پڑھتے رہے، دعا مانگتے رہے اور روتے رہے۔(۲۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب ہم مدینہ طیبہ میں آئے وہاں کے پھل کھائے ہمیں موافق نہ آئے جس سے ہم شدید بخار میں مبتلا ہو گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر والوں کی خبریں لیتے رہتے تھے، جب ہمیں یہ خبر ملی کہ مشرک بدر کی طرف بڑھ رہے ہیں، آپ بدر کی طرف روانہ ہو گئے، بدر ایک کنواں ہے، ہم مشرکوں سے پہلے وہاں پہنچ گئے، وہاں ہمیں دو آدمی ملے ایک قریشی اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام، قریشی تو کھسک گیا، عقبہ کے غلام کو ہم نے پکڑ لیا، ہم اس سے پوچھنے لگے قریش کے لشکر کی تعداد کتنی ہے؟ وہ کہتا: بہ خدا ان کی تعداد بہت ہے اور ان کا سامانِ جنگ سخت ہے، جب اس نے یہ کہا

مسلمان اسے مارتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آئے، آپ نے اس سے پوچھا: لشکر میں کتنے لوگ آئے ہیں؟ اس نے کہا: بہ خدا وہ کثیر تعداد میں ہیں اور ان کے ساتھ بھاری سامانِ جنگ بھی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی صحیح تعداد معلوم کرنے کی کوشش کی مگر اس نے نہ بتایا، پھر آپ نے اس سے پوچھا: یہ لوگ روزانہ کتنے اونٹ نحر کرتے ہیں؟ اس نے کہا: روزانہ دس اونٹ ذبح کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی تعداد ایک ہزار ہے، ایک اونٹ سو آدمیوں کو کفایت کرتا ہے۔

رات کو ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی ہم بارش سے بچنے کے لئے درختوں اور ڈھالوں کے نیچے چلے گئے (ان کی آڑ لینے لگے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات اس حال میں گزاری کہ اپنے رب عزوجل سے دعا مانگتے رہے اور کہتے تھے: اے اللہ! اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تیری عبادت نہیں ہوگی۔ (۲۶)

مجاہدین کی صف بندی اور دعا

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے بدر کے دن صف بندی کی ہم میں سے چند لوگ صف سے آگے نکل کر کھڑے ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا: میرے ساتھ، میرے ساتھ، ایسے کھڑے ہوں۔ (۲۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن خیمے میں دعا کی: اے اللہ! میں آپ کو آپ کا عہد اور وعدہ یاد دلاتا ہوں، اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: یا رسول اللہ! اتنا کافی ہے آپ نے اپنے رب کے حضور (بہت) الحاح وزاری کر لی ہے۔ اور آپ زرہ زیب تن فرمائے یہ کہتے ہوئے باہر آئے:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ (۲۸)

عنقریب شکست خوردہ ہوگا یہ جتھا اور سب پیٹھ کر بھاگیں گے۔ (۲۹)

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوۂ بدر کے دن صف بند ہونے کے بعد ہمیں اونگھ نے آلیا، میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنہیں اونگھ آ رہی تھی، میری تلوار بار بار میرے ہاتھ سے گرتی تھی اور میں اسے پکڑتا تھا۔ (۳۰)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی پریشانی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ بدر کے روز میں نے صف میں اپنے دائیں بائیں انصار کے دو کم سن نوجوانوں کو کھڑے دیکھ کر سوچا کاش میں دو مضبوط، طاقت ور آدمیوں کے

درمیان ہوتا، اتنے میں ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا: آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، تجھے اس سے کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی گلوچ کی ہے، اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اسے دیکھ لوں تو اسے اس وقت تک نہ چھوڑوں جب تک ہم میں سے پہلے مرنے والا مر نہ جائے، دوسرے نے بھی مجھ سے وہی سوال کیا، مجھے بڑی حیرت ہوئی، کچھ دیر کے بعد مجھے ابوجہل لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا نظر آیا، میں نے ان نوجوانوں سے کہا: یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے تھے، دونوں جلدی سے آگے بڑھے، ابوجہل پر حملہ آور ہوئے اور اسے قتل کر دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر بتایا، آپ نے پوچھا: تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟ ہر ایک نے کہا: اسے میں نے قتل کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟ وہ بولے نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تلواریں ملاحظہ فرمائیں اور فرمایا: تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے (دونوں کی تلواروں پر خون کے نشان تھے) اور ابوجہل کا سلب (سواری، ہتھیار، کپڑے وغیرہ) معاذ بن عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا، یہ دونو جوان معاذ بن عمرو بن الجموح اور معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہما تھے۔ (۳۱)

مجاہدین کو ہدایات

حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ بدر میں جب ہماری مشرکین مکہ سے جنگ ہوئی رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: جب وہ تمہارے قریب آئیں تو انہیں تیروں سے نشانہ بناؤ۔ (۳۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہمارا مشرکوں سے سامنا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کچھ نہ کرے جب تک میں اسے اس کی اجازت نہ دوں، جب میدان جنگ میں مشرک قریب آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس جنت کی طرف اٹھو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے، عمیر بن الحمام انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، عمیر نے کہا: واہ وا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے واہ وا کیوں کہا؟ عمیر بولا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم اس امید پر کہ میں بھی اہل جنت میں سے ہو جاؤں، آپ نے فرمایا: تم اہل جنت میں سے ہو، عمیر اپنے ترکش سے کھجوریں نکال کر کھانے لگا، پھر کہا: اگر میں یہ کھجوریں کھانے تک زندہ رہا تو یہ طویل زندگی ہوگی، چناں چہ اس نے باقی ماندہ کھجوریں پھینک دیں اور مشرکوں سے لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ (۳۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے دن فرمایا: جس کے لئے ممکن ہو وہ بنوعبد المطلب کو قیدی بنالے (قتل نہ کرے) کیوں کہ وہ بادلِ ناخواستہ شریک ہوئے ہیں۔(۳۴)

عتبہ بن ربیعہ کی طرف سے جنگ کو ٹالنے کی کوشش

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوۂ بدر کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر اللہ تعالیٰ سے دعا میں مصروف رہے، طلوع فجر کے وقت آپ نے آواز دی، اے اللہ کے بندو! نماز، لوگ درختوں اور ڈھالوں کے نیچے سے آگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور جہاد کی ترغیب دی، پھر فرمایا: قریش کا لشکر پہاڑ کی اس سرخ چٹان کے نیچے ہے، جب وہ لوگ ہم سے قریب ہوئے اور ہم نے صف بندی کرلی، ان میں ایک صاحب سرخ اونٹ پر سوار چکر لگانے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: حمزہ (رضی اللہ عنہ) کو آواز دو، حمزہ رضی اللہ عنہ مشرکوں سے بہت قریب تھے، پوچھو یہ سرخ اونٹ پر سوار کون ہے اور کیا کہہ رہا ہے؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مشرکوں میں کوئی بھلائی کی بات کررہا ہے تو یہی سرخ اونٹ والا ہے، اسی دوران حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آکر بتایا: وہ عتبہ بن ربیعہ ہے وہ لوگوں کو جنگ سے روک رہا ہے اور کہہ رہا ہے: لوگو! میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو مرمٹنے کے لئے تیار ہیں، تم جن تک خیر کے ساتھ نہیں پہنچ سکتے، لوگو! یہ دن میرے سر لگادو اور کہو کہ عتبہ بن ربیعہ نے ہمت ہاردی، بزدل ہوگیا ہے، حال آں کہ تم جانتے ہو میں بزدل نہیں ہوں، ابوجہل نے یہ سن کر کہا: یہ تم کہہ رہے ہو، بہ خدا اگر تمہارے علاوہ کوئی اور یہ بات کہتا میں اسے چباڈالتا، تیرے پھیپھڑوں نے تیرے اندر رعب بھردیا ہے، عتبہ نے کہا: او زرد سرین والے! تم مجھے عار دلارہے ہو، آج تجھے معلوم ہوجائے گا کہ ہم میں سے کون بزدل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر عتبہ، اس کے بھائی شیبہ اور اس کے بیٹے ولید نے جوش میں آکر مبارزت طلبی کی، انصار کے چھ جوان مقابلے کے لئے نکلے، عتبہ بولا: یہ نہیں، ہمیں تو اپنے عم زادوں بنوعبد المطلب سے مقابلہ مطلوب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی، حمزہ اور عبیدہ بن الحارث اٹھو، اللہ تعالیٰ نے عتبہ اور شیبہ اور ولید بن عتبہ کو ہلاک کردیا (تینوں مقابلے میں مارے گئے)، حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ زخمی ہوگئے، ہم نے ان کے ستر آدمیوں کو قتل کیا اور ستر کو قیدی بنایا۔ اسی دوران انصار کا ایک پست قد صحابی عباس بن عبد المطلب کو قیدی بنالایا، عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! اس نے مجھے قیدی نہیں بنایا مجھے تو ایک نہایت خوب صورت گنجے آدمی نے جو چتکبرے گھوڑے پر

سوار تھا، قیدی بنایا ہے، وہ مجھے لوگوں میں نظر نہیں آرہا، انصاری بول پڑا یا رسول اللہ! اسے میں نے قیدی بنایا ہے، آپ نے فرمایا: خاموش رہو، اللہ تعالیٰ نے ایک مکرم فرشتے سے تمہاری مدد فرمائی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے بنو عبد المطلب میں سے عباس، عقیل اور نوفل بن حارث کو گرفتار کیا تھا۔(۳۵)

ابوجہل کی دعا

حضرت عبد اللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بدر کے دن ابوجہل نے یہ دعا مانگی، اے اللہ! ہم میں سے زیادہ قطع رحمی کرنے والے اور غیر معروف چیزیں لانے والے کو ہلاک کردے۔(۳۶)

گھمسان کی جنگ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے بدر کے دن دیکھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لیتے تھے، آپ ہم میں سے سب سے زیادہ دشمن کے قریب تھے اور سب سے سخت جنگ کررہے تھے(۳۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بدر میں جب جنگ ہوئی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنا بچاؤ کررہے تھے، آپ سب سے زیادہ سخت جنگ کررہے تھے، اور کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشرکوں کے قریب نہیں تھا۔(۳۸)

فرشتوں کی امداد کی صورت

غزوۂ بدر میں شریک صحابی حضرت ابو داؤد المازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، بدر کے میدان میں مَیں ایک مشرک کو مارنے کے لئے آگے بڑھا تو میری تلوار کی ضرب سے پہلے اس کا سر قلم ہوگیا، سو میں نے جان لیا کہ اسے میرے علاوہ کسی نے قتل کیا ہے۔(۳۹)

ابوجہل کا قتل

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ابوجہل کے پاس آیا وہ زخمی حالت میں پڑا تھا اور اس کا پاؤں کٹ چکا تھا، میں اسے اپنی تلوار مارنے لگا وہ کارگر ثابت نہیں ہورہی تھی، یہاں تک کہ میں نے اسی کی تلوار لے کر اس سے اس کا کام تمام کردیا، پھر میں نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آکر کہا: ابوجہل مارا گیا ہے، (یا میں نے ابوجہل کو قتل کردیا ہے) آپ نے پوچھا: تو نے اسے (مقتول) دیکھا ہے، میں نے کہا: ہاں، آپ نے دو مرتبہ پوچھا: قسم بہ خدا! میں نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کی قسم، آپ نے فرمایا: چلو، میں اسے دیکھ لوں، آپ وہاں تشریف لائے، (بعد میں) سورج نے اس کی لاش بگاڑ دی، تو آپ

نے ابو جہل اور اس کے مقتول ساتھیوں کی لاشوں کو گھسیٹ کر گڑھے میں ڈالنے کا حکم دیا اور گڑھے والوں پر لعنت کی، اور ابو جہل کے متعلق فرمایا: یہ اس امت کا یا میری امت کا فرعون تھا۔ (۴۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ابو جہل کو ہلاک کر دیا ہے، آپ نے کہا: حمد ہے اللہ کی جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اپنے دین کو سرفراز فرمایا۔ (۴۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بدر کے دن میں ابو جہل تک پہنچا اس کی ٹانگ کٹ چکی تھی وہ زخمی پڑا ہوا تھا، لوگوں کو اپنی تلوار سے ہٹا رہا تھا، میں نے کہا: حمد ہے اللہ کی اے دشمنِ خدا! جس نے تجھے رسوا کیا، کہنے لگا: میں ایسا آدمی ہوں جسے اس کی قوم نے قتل کیا ہے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنی چھوٹی تلوار سے اس پر وار کرنے لگا، تلوار اس کے ہاتھ پر لگی تو ابو جہل کے ہاتھ سے تلوار گر گئی، میں نے اس کی تلوار لے کر اسی سے ابو جہل کو قتل کر دیا، پھر میں بھاگتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو ابو جہل کے بارے میں بتایا، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ نے تین مرتبہ یہ جملہ دہرایا، میں نے کہا: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ چلے، ابو جہل (کی میت) کے پاس پہنچ کر فرمایا، حمد ہے اللہ کی، اے دشمن خدا! جس نے تجھے رسوا کیا، یہ اس امت کا فرعون تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کی تلوار مجھے انعام میں عطا فرمائی۔ (۴۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بدر کے دن میں نے نبی اکرم ﷺ سے آ کر کہا میں نے ابو جہل کو قتل کر دیا ہے، آپ نے تین بار یہ جملہ دہرایا، اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ نے کہا: اللہ اکبر، حمد ہے اللہ کی جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا سارے گروہوں کو شکست دی، چلو مجھے دکھاؤ، ہم چلے ابو جہل کی لاش تک پہنچے تو آپ نے فرمایا: یہ اس امت کا فرعون تھا۔ (۴۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: معرکۂ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو جہل کے انجام کی خبر کون لائے گا، ابن مسعود رضی اللہ عنہ گئے، دیکھا اسے عفراء کے دو بیٹوں نے قتل کر دیا ہے وہ بے بس پڑا ہوا ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑ کر فرمایا: تو ابو جہل ہے؟ کہنے لگا: مجھ سے بلند مرتبہ کوئی اور شخص ہے جسے تم نے یا اس کی قوم نے قتل کیا ہے۔ (۴۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں معرکۂ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابوجہل کے بارے میں کون خبر لائے گا؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گئے، جا کر دیکھا عفراء کے دو بیٹوں نے اسے مار کے پچھاڑ دیا ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا: ابوجہل ہو، گمراہ بڈھے ہو؟ ابوجہل نے کہا: تم نے مجھ سے بلند مرتبہ کسی شخص کو قتل کیا ہے؟۔ (۴۵)

مالِ غنیمت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے سیاہ سر والی کسی قوم کے لئے مالِ غنیمت کو حلال قرار نہیں دیا گیا، آسمان سے آگ اتر کر اسے کھا جاتی تھی، غزوۂ بدر کے موقع پر لوگ مالِ غنیمت کے حصول میں جلدی دکھانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ○ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا (۴۶)

اگر پہلے سے (معافی کا حکم) اللہ کی طرف سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو (کافروں سے) جو (فدیہ کا مال) تم نے لیا اس میں ضرور تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔ پس کھاؤ اس سے جو تم نے غنیمت حاصل کی اس حال میں کہ وہ حلال طیب ہے۔ (۴۷)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکوں (کی شکست) سے شفا بخشی ہے، یہ تلوار مجھے عطا فرما دیں، آپ نے فرمایا: یہ تلوار تیری ہے نہ میری، اسے مالِ غنیمت میں رکھ دو، میں تلوار کو رکھ کر یہ سوچتا ہوا واپس پلٹا کہ یہ تلوار مجھے نہیں ملی، شاید اسے کوئی ایسا شخص پالے گا جس نے آج مجھ جیسی مصیبت برداشت نہیں کی کہ اچانک کسی نے مجھے پیچھے سے آواز دی، میں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا: میرے بارے میں کوئی وحی نازل ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا: تم نے مجھ سے تلوار مانگی تھی وہ میری نہیں تھی، اب وہ (بہ ذریعۂ وحی) مجھے دے دی گئی ہے، اب میں تمہیں دیتا ہوں اور یہ آیت نازل ہوئی:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ (۴۸)

(اے محبوب، لوگ) آپ سے غنیموں کے متعلق سوال کرتے ہیں فرما دیجئے مالِ غنیمت اللہ اور رسول کا ہے۔ (۴۹)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ بدر میں میرا بھائی شہید ہو گیا اور میں نے سعید بن العاص کو قتل کر دیا اور اس کی ذوالکتیفہ نام کی تلوار لے لی، میں تلوار لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت میں آیا، آپ نے فرمایا: جاؤ، اسے مالِ غنیمت کے ذخیرے میں ڈال دو، اس وقت میرے دل کی حالت کو اللہ ہی جانتا تھا، ایک تو میرا بھائی قتل ہوگیا، دوسرے جو کچھ میں نے (مقتول مشرک سے) چھینا تھا وہ لے لیا گیا، میں تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ سورۃ الانفال کی آیات نازل ہوئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جاؤ، اپنی تلوار (ذوالکتیفہ) لے لو۔ (۵۰)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے بارے میں چار آیات اتریں، غزوۂ بدر میں مجھے (مقتول مشرک کی) تلوار ملی، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ تلوار مجھے عطا فرمادیں، آپ نے فرمایا: اسے رکھ دو، میں نے کہا: یارسول اللہ! یہ تلوار مجھے عطا فرمادیں یوں سمجھیں کہ اس کے بغیر میرے لئے چارۂ کار نہیں؟ آپ نے فرمایا: تلوار جہاں سے اٹھائی ہے وہیں رکھ دو تب سورۃ الانفال کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں:

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ (۵۱)

(اے محبوب، لوگ) آپ سے غنیموں کے متعلق سوال کرتے ہیں فرمادیجئے مالِ غنیمت اللہ اور رسول کا ہے۔ (۵۲)

حضرت ابواسید مالک بن ربیعہ الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ بدر کے دن ابن عابد مخزومی کی المرزبان نامی تلوار میرے قبضے میں آئی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ جس کے قبضے میں جو کچھ آیا ہے وہ اسے مالِ غنیمت میں رکھ دے، میں نے وہ تلوار مالِ غنیمت میں رکھ دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص کسی چیز کا سوال کرتا آپ منع نہیں فرماتے تھے، سوارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ عنہ نے وہ تلوار پہچان کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ لی، آپ نے وہ تلوار اسے عطا فرمادی۔ (۵۳)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی طرف روانہ ہوئے، وہاں دونوں لشکر باہم مقابل ہوئے اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست سے دوچار کیا، مجاہدوں کی ایک جماعت نے دشمنوں کا تعاقب کیا اور انہیں قتل کیا، دوسری جماعت نے میدانِ جنگ کو گھیر لیا، مالِ غنیمت جمع کرنے لگے، تیسری جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے میں لے لیا کہ کہیں دشمن آپ کو دھوکے سے گزند نہ پہنچائے، جب رات ہوگئی لوگ جمع ہوئے تو مالِ غنیمت جمع کرنے والو ں نے کہا مالِ غنیمت ہم نے سمیٹ کر محفوظ کیا ہے، اس کے حق دار صرف ہم ہیں، جو لوگ دشمن کی تلاش میں گئے تھے انہوں نے کہا: تم مالِ غنیمت کے ہم سے زائد حق دار نہیں ہو، ہم نے دشمن کو بھگایا، اس کا تعاقب کیا اور اسے شکست دی ہے، جن حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی انہوں نے کہا: تم مالِ غنیمت کے ہم سے زیادہ حق دار نہیں ہوں، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی کہ

کہیں دشمن دھوکے میں آپ پر حملہ نہ کردے، ہم اہم کام میں مشغول تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ (۵۴)

(اے محبوب،لوگ) آپ سے غنیمتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں فرمادیجئے غنیمتیں اللہ اور رسول کی ہیں تو اللہ سے ڈرو (غنیمت کی تقسیم میں اختلاف نہ کرو) اور اپنے باہمی معاملات کو درست رکھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت کو دوبار مسلمانوں میں تقسیم فرمادیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا جب کسی دشمن پر حملہ آور ہوتے چوتھائی مالِ غنیمت وہیں تقسیم فرمادیتے۔اور جب واپس تشریف لے آتے ایک تہائی لوگوں میں تقسیم فرمادیتے اور اپنے لئے اس کو ناپسند فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے طاقت ور مؤمن کم زور مؤمنوں کو بھی شامل کریں۔(۵۵)

تجارتی قافلے پر حملے کی تجویز

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، معرکۂ بدر سے فراغت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: حضور! تجارتی قافلے پر حملہ کریں اب کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی، عباس بن عبدالمطلب نے پکار کر کہا: ایسا کرنا آپ کے لئے مناسب نہیں، آپ نے فرمایا: کس لئے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ عزوجل نے آپ سے دو میں سے ایک گروہ کا وعدہ کیا تھا، اس نے حسب وعدہ ان میں سے ایک آپ کو عطا کردیا ہے۔(۵۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں معرکۂ بدر سے فراغت کے بعد نبی اکرم ﷺ کو مشورہ دیا گیا کہ آپ تجارتی قافلے پر حملہ آور ہوں، اب اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، عباس رضی اللہ عنہ جو رسی سے بندھے ہوئے قیدی تھے پکار کر کہا: یہ مناسب نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: کیوں؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ سے دو میں سے ایک (۵۷) کا وعدہ کیا تھا، اس نے اپنا وعدہ پورا کردیا۔(۵۸)

فاتحِ بدر ﷺ کا مقتول قریشی سرداروں سے خطاب

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان (سفر میں) تھے، ہم چاند دیکھنے کی کوشش کررہے تھے، میری نگاہ تیز تھی میں نے چاند دیکھ لیا، میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگا، کیا آپ کو نظر نہیں آرہا؟ انہوں نے کہا ہمیں بھی عنقریب نظر آجائے گا، میں اپنے بچھونے پر چت لیٹا ہوا

تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیں اہل بدر کی باتیں سنانے لگے اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں معرکے کی رات لوگوں کے پچھڑنے کی جگہیں دکھانے لگے، فرماتے تھے: انشاء اللہ تعالیٰ کل یہ فلاں کے پچھڑنے کی جگہ ہے اور یہ فلاں کے پچھڑنے کا مقام ہے، معرکے کے روز وہ انہیں جگہوں پہ پچھڑے ہوئے تھے، میں نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے وہ لوگ (مشرکین کے سردار) انہیں مقامات پر (مقتول) گرے ہوئے ہیں جہاں کی آپ نے نشان دہی فرمائی تھی، ادھر اُدھر نہیں ہوئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کے لاشے کنوئیں میں ڈال دیے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف گئے اور فرمایا: اے فلاں! اے فلاں! کیا تم نے اللہ کے وعدے کو سچا پالیا، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے سچا پایا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ان لوگوں سے گفتگو فرما رہے ہیں جو گل سڑ چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو، لیکن ان میں جواب دینے کی طاقت نہیں ہے۔ (۵۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں کنوئیں والوں کے پاس تشریف لائے ان کو آواز دے کر فرمایا: اے کنویں والو! کیا تم نے اس وعدے کو سچا پالیا جو تمہارے رب نے تمہارے ساتھ فرمایا؟ آپ کے صحابہ میں سے بعض حضرات نے کہا: یا رسول اللہ! آپ مردہ لوگوں کو آواز دے رہے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ میں نے کہا تم اسے ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔ (۶۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مسلمانوں نے سنا نبی اکرم ﷺ بدر کے کنوئیں پر فرما رہے ہیں، اے ابوجہل بن ہشام! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! اے امیہ بن خلف! کیا تم نے اس وعدہ کو سچا پالیا جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا؟ میں نے تو اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا ہے، صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ان لوگوں کو پکار رہے ہیں جو گل سڑ چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔ (۶۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے بیس سے کچھ زیادہ قریش کے (مقتول) سرداروں کو ان کی تمام تر خباثتوں کے ساتھ بدر کے ایک کنوئیں میں پھینکنے کا حکم دیا، آپ کا معمول یہ تھا کہ جب آپ کسی قوم پر فتح یاب ہوتے وہاں تین راتیں قیام فرماتے، بدر کی فتح کے بعد آپ نے تین راتیں قیام فرمایا، تیسرے دن آپ کے حکم سے سواری تیار کی گئی، آپ ایک طرف کو چلے اور آپ کے صحابہ آپ کے پیچھے پیچھے تھے، ان کا خیال تھا کہ آپ اپنی کسی ضرورت کی تکمیل کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں یہاں تک

کہ آپ کنوئیں کی منڈیر کے پاس کھڑے ہوئے اور ان (کنوئیں میں پھینکے گئے مقتولین قریش) کے نام اور ان کے باپوں کے نام لے کر انہیں آواز دی، اے فلاں بن فلاں! کیا تمہیں یہ بات اچھی لگ رہی ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے، کیا تم نے اس وعدے کو سچا پالیا جو تمہارے رب نے کیا تھا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے نبی! آپ ایسے جسموں سے گفت گو فرما رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں، آپ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے جو کچھ میں ان سے کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔

قتادہ کہتے ہیں اللہ عزوجل نے ان کو زندہ کر دیا تاکہ وہ آپ کی بات سنیں، مقصد انہیں زجر و توبیخ اور ان کی تحقیر اور سزا تھی۔ (۶۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے (مشرک) مقتولوں کو تین دن رہنے دیا، یہاں تک کہ وہ گل سڑ گئے، پھر آپ ان کی لاشوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے امیہ بن خلف! اے ابوجہل بن ہشام! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! تمہارے رب نے تم سے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پالیا؟ میرے رب نے میرے ساتھ جو وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے سچا پایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آواز سن کر عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ان کو تین دن کے بعد آواز دے رہے ہیں، کیا یہ سنتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (۶۳)

بے شک آپ مردوں کو نہیں سناتے۔

آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، تم ان سے زائد نہیں سن رہے ہو لیکن ان میں جواب دینے کی طاقت نہیں ہے۔ (۶۴)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ جب کسی قوم سے جنگ کرتے، ان کو شکست دیتے تو تین دن میدان میں قیام کرتے تھے، بدر کے دن آپ نے قریش کے (مقتول) سرداروں کو بدبودار، خبیث حالت میں بدر کے ایک کنوئیں میں ڈالنے کا حکم دیا تھا، پھر آپ (تیسرے دن) ان کی طرف گئے، ہم بھی آپ کے ہم راہ تھے، آپ نے (کنوئیں کے پاس جا کر) فرمایا: اے ابوجہل بن ہشام! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! اے ولید بن عتبہ! کیا تم نے اس وعدے کو سچا پالیا ہے جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا، میں نے تو اس وعدے کو سچا پایا ہے جو میرے رب نے مجھ سے فرمایا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ایسے جسموں سے بات کر رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے

مجھے حق دے کر بھیجا ہے میں ان سے جو کہہ رہا ہوں تم اسے ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔ (۶۵)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن قریش کے چوبیس (مقتول) سرداروں کے متعلق حکم دیا ان کو ان کی تمام تر خباثتوں کے ساتھ بدر کے کنوئیں میں ڈال دیں، آپ کا معمول تھا کہ جب کسی قوم پر فتح یاب ہوتے وہاں تین راتیں قیام فرماتے تھے، بدر میں فتح کے تیسرے دن آپ نے اپنی سواری تیار کرنے کا حکم دیا، پھر آپ ایک طرف کو چلے آپ کے اصحاب بھی آپ کے پیچھے گئے، ہمارا خیال تھا آپ اپنی کسی حاجت کی تکمیل کے لئے جا رہے ہیں، آپ کنوئیں کے کنارے پر کھڑے ہوئے اور کنوئیں میں ڈالے گئے سرداروں کے نام اور ان کے باپوں کے نام لے کر انہیں پکارا، اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا اب تمہیں یہ بات اچھی لگ رہی ہے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی، ہم نے اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا ہے کیا تم نے بھی اس وعدے کو سچا پالیا جو تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا تھا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! آپ ایسے اجسام سے مخاطب ہیں جو ارواح سے خالی ہیں؟ آپ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، میں ان سے جو کچھ کہہ رہا ہوں تم اسے ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔

قتادہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تا کہ وہ بہ طور زجر و توبیخ، تحقیر، عذاب، حسرت اور ندامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنیں۔ (۶۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، غزوۂ بدر کے دن جب نبی اکرم ﷺ عتبہ، ابوجہل اور ان کے ساتھیوں کے پاس سے گزرے جنہیں کنوئیں میں ڈالا گیا تھا، آپ نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں نبی کی قوم کی طرف سے بدترین بدلہ دے تم بدترین طریقے سے بھگانے والے اور سخت ترین تکذیب کرنے والے تھے، صحابہ کرام نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ان لوگوں سے بات کر رہے ہیں جو گل سڑ چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سمجھ رہے ہو، یا فرمایا: وہ میری بات کو تم سے زیادہ سمجھ رہے ہیں۔ (۶۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قریش کے) مقتولوں کو کنوئیں میں پھینکنے کا حکم دیا، انہیں کنوئیں میں پھینک دیا گیا، سوائے امیہ بن خلف کے وہ اپنی زرہ میں پھول چکا تھا، اسے کھینچنے لگے تو اس کے جوڑ الگ ہونے لگے، اسے وہاں رہنے دیا گیا اور اس پر مٹی اور پتھر ڈال کر اسے چھپا دیا گیا جب ان (باقیوں) کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جا کر

کھڑے ہوئے اور فرمایا: کنوئیں والو! کیا تم نے اس وعدے کو سچا پالیا ہے جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا، میں نے تو اس وعدہ کو سچا پایا ہے جو میرے رب نے مجھ سے فرمایا تھا، آپ کے اصحابؓ نے کہا: یارسول اللہ! آپ مردوں سے بات کررہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ جان چکے ہیں کہ میں نے ان سے سچا وعدہ کیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے ان سے جو کہا وہ انہوں نے سن لیا ہے، حال آں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ جان گئے ہیں۔ (۶۸)

قیدیوں کے بارے میں مشورہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت ابوبکر، علی اور عمر (رضی اللہ عنہم) سے مشورہ طلب فرمایا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے نبی! یہ آپ کے چچازاد، خاندان والے اور (رشتے کے) بھائی ہیں، میری رائے ہے کہ ان سے فدیہ لے لیں اس سے ہمیں کفار کے خلاف تقویت ملے گی، ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت عطا فرمادے اور یہ ہمارے دست و بازو بن جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن الخطاب (عمر رضی اللہ عنہ) تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میری رائے وہ نہیں جو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی ہے، میرا مشورہ یہ ہے کہ میرے فلاں (قیدی) عزیز کو میرے حوالے کردیں تاکہ میں اس کی گردن اڑادوں، عقیل کو علی (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کردیں وہ اس کی گردن اڑادیں، حمزہ (رضی اللہ عنہ) کے سپرد فلاں (اس کے بھائی) کو کردیں وہ اس کی گردن ماردے تاکہ معلوم ہوجائے کہ ہمارے دلوں میں ان مشرکوں کے لئے کسی قسم کی نرمی اور رحم دلی نہیں ہے، یہ قریش کے سرغنے، سردار اور قائدین ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری رائے کی بہ جائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی اور قیدیوں سے فدیہ لینے کا فیصلہ فرمایا۔

دوسرے دن میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے رورہے تھے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بتائیے آپ اور آپ کے ساتھی کیوں رورہے ہیں، اگر مجھے رونا آئے تو میں روؤں ورنہ آپ کے گریہ فرمانے پر روؤں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھیوں نے مجھے فدیہ کا جو مشورہ دیا تھا، اس کی وجہ سے تم پر آنے والا عذاب مجھے قریب کے اس درخت سے بھی قریب تر نظر آیا، اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ (۶۹)

کسی نبی کی شان کے لائق نہیں کہ اس کے لئے قیدی ہوں یہاں تک کہ وہ زمین میں (کافروں کا) اچھی طرح خون بہا دے تم (اپنے لئے) دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ (تمہارے لئے) آخرت کا ارادہ فرماتا ہے اور اللہ بڑا غالب بہت حکمت والا ہے۔ اگر پہلے سے (معافی کا حکم) اللہ کی طرف سے لکھا ہوا نہ ہوگا۔

پھر مسلمانوں کے لئے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا۔ (۷۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ بدر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا: ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہ آپ کی قوم اور گھرانے کے لوگ ہیں، انہیں زندہ رہنے دیں، ان کو مہلت مرحمت فرمائیں شاید کہ اللہ (کی رحمت) ان کی طرف متوجہ ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! ان لوگوں نے آپ کو (اپنے شہر سے) نکالا، انہوں نے آپ کی تکذیب کی، انہیں قریب بلا کر ان کی گردنیں اڑا دیں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! بہت ایندھن والی کوئی وادی دیکھیں ان کو اس وادی میں داخل کر کے آگ کی نذر کر دیں، اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے اپنی رشتہ داری کا سلسلہ کاٹ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے ان کی کسی تجویز کا جواب نہ دیا، بعض لوگوں نے کہا آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کریں گے، بعض نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر اور بعض نے کہا آپ ﷺ عبداللہ بن رواحہ کی تجویز کو قبول فرمائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے دلوں کو دودھ سے بھی زیادہ نرم کر دیتا ہے اور بعض لوگوں کے دلوں کو پتھر سے زیادہ سخت کر دیتا ہے، ابو بکر! تمہاری مثال ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے انہوں نے کہا تھا:

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (۷۱)

تو جس نے میری پیروی کی تو بے شک وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تو بہت بخشنے والے بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

اور ابوبکر تمہاری مثال عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے جنہوں نے کہا:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ O (۷۲)

اگر تو انہیں عذاب دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی بہت غالب ہے بڑا حکمت والا۔

عمر! تمہاری مثال نوح علیہ السلام کی سی ہے، انہوں نے (اللہ تعالی سے دعا کرتے ہوئے) کہا:

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا O (۷۳)

اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔

اور عمر تمہاری مثال موسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے کہا:

وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ O (۷۴)

اوران کے دلوں کو سخت کردے کہ وہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں۔

تم لوگ ضرورت مند ہو ان (قیدیوں) میں سے کوئی شخص فدیہ یا قتل کے بغیر واپس نہیں جائے گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے کہا: یارسول اللہ! سہیل بن بیضاء کے علاوہ، کیوں کہ میں نے اسے اسلام کا تذکرہ کرتے سنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، میں نے اس دن سے زیادہ کسی دن اس بات کا خوف محسوس نہیں کیا کہ کہیں آسمان سے میرے اوپر پتھر نہ گر پڑے، یہاں تک کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سوائے سہیل بن بیضاء کے، تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیات نازل ہوئیں:

لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۷۵)

اگر پہلے سے (معافی کا حکم) اللہ کی طرف سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو (کافروں سے) جو (فدیہ کا مال) تم نے لیا اس میں ضرور تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔(۷۶)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! یہ آپ کے عزیز، رشتہ دار اور قوم کے لوگ ہیں، ان سے درگزر فرمائیں، آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو عذاب سے بچالے گا، اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا یارسول اللہ! بہ کثرت خشک ایندھن والی وادی میں تشریف لے جائیں، اس کو آگ لگا کر ان کو اس میں پھینک دیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا: اللہ تعالیٰ تیری رشتہ داری کو منقطع کرے۔(۷۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک اور روایت میں ہے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ اللہ کے دشمن ہیں، انہوں نے آپ کی تکذیب کی، آپ کو اذیتیں

دیں، آپ کو (مکہ مکرمہ سے) نکالا اور آپ سے جنگ کی ہے، کسی ایسی وادی میں تشریف لے جائیں جس میں بہت خشک لکڑیاں ہوں، بہت سارا ایندھن جمع کروا کر انہیں آگ میں جھونک دیں۔(۷۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز لوگوں سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ طلب کیا اور فرمایا: اللہ عز وجل نے تمہیں ان لوگوں پر قابو عطا فرمادیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: یارسول اللہ! ان کی گردنیں اڑا دیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تجویز سے اعراض فرمایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات دہرائی اور فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ نے مشرکوں میں سے بعض پر تمہیں قابو عطا فرمایا ہے، یہ لوگ کل تک تمہارے بھائی تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: یارسول اللہ! ان کی گردنیں ماردیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنی بات دہرائی اور لوگوں سے پہلے کی طرح فرمایا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: یارسول اللہ! ہماری رائے یہ ہے کہ آپ ان کو معاف فرمادیں اور ان سے فدیہ قبول فرمالیں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس سے دکھ کا سایہ دور ہو گیا، آپ نے ان کو معاف فرمادیا اور ان سے فدیہ قبول کرلیا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیات نازل ہوئیں:

لَوۡ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمۡ فِيۡمَاۤ اَخَذۡتُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ○ (۷۹)

اگر پہلے سے (معافی کا حکم) اللہ کی طرف سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو (کافروں سے) جو (فدیہ کا مال) تم نے لیا اس میں ضرور تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔(۸۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر چار باتوں میں فضیلت حاصل ہے، انہوں نے بدر کے قیدیوں کو قتل کرنے کی رائے دی تھی (ان کی رائے کی تائید میں) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

لَوۡ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمۡ فِيۡمَاۤ اَخَذۡتُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ○(۸۱)

اگر پہلے سے (معافی کا حکم) اللہ کی طرف سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو (کافروں سے) جو (فدیہ کا مال) تم نے لیا اس میں ضرور تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔(۸۲)

اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان بدبوداروں (بدر کے قیدیوں) کے بارے میں مجھ سے بات کرتا، میں ان کو (بغیر فدیہ لئے)

رہا کر دیتا۔ (طائف سے واپسی پر مطعم ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں داخلے کے وقت تحفظ فراہم کیا تھا آپ اس کے اس احسان کو یاد فرما رہے تھے)۔(۸۳)

بدر کے قیدیوں کے فدئے کا معاملہ اور جبیر بن معطم کی آمد

حضرت جُبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں بدر میں گرفتار شدہ قیدیوں کے فدئے کے متعلق بات چیت کرنے نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا، جُبیر اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، جب میں مسجد نبوی میں پہنچا آپ اس وقت مغرب کی نماز میں سورۃ الطور کی قرأت کر رہے تھے، قرآن مجید سن کر میرا دل گویا پھٹنے کو آ گیا۔ (قرآن کی ہیبت سے لرزنے لگا)۔(۸۴)

فدئے کی ادائیگی اور قیدیوں کی رہائی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، اسلام ہمارے ہاں داخل ہو چکا تھا، میں اور (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ) ام الفضل رضی اللہ عنہا اسلام قبول کر چکے تھے، عباس رضی اللہ عنہ بھی اسلام میں داخل ہو چکے تھے لیکن قریش کے خوف سے اپنا اسلام چھپاتے تھے، دشمن خدا ابولہب معرکۂ بدر میں شریک نہیں ہوا اور اپنے بدلے میں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیجا، قریش کے اور لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا جو خود نہیں جا سکا اس نے اپنے بدلے میں دوسرا آدمی بھیجا تھا، بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح یاب فرمایا، ہمیں اچھی خبر ملی، ہم نے دلوں میں تقویت پائی، ابولہب کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل و رسوا فرمایا..........

بدر کے قیدیوں میں ابو وداعہ بن جبیرہ السہمی بھی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ میں اس کا عقل مند مالدار تاجر بیٹا ہے، عن قریب تم دیکھو گے کہ وہ اپنے باپ کا فدیہ لے کر میرے پاس آئے گا، حال آں کہ قریش نے کہہ رکھا تھا کہ قیدیوں کے فدیہ دینے میں جلدی نہ کرنا تاکہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھی تم پر سختی نہ کرنے پائیں، مطلب بن ابی وداعہ نے کہا: تم سچ کہتے ہو ایسا ہی کرو اور خود رات کو چپکے سے نکل کر مدینے آیا اور چار ہزار درہم فدیہ دے کر اپنے باپ کو چھڑا کر چلا گیا۔

مکرز بن حفص بن اخیف، سہیل بن عمرو کا فدیہ لے کر آیا، سہیل کو بنو مالک بن عوف کے حضرت مالک بن دخشن رضی اللہ عنہ نے گرفتار کیا تھا۔(۸۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بنوسلمہ کے ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ نے قیدی بنایا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالیسر سے پوچھا: ابوالیسر! تو

نے عباس کو کس طرح گرفتار کیا؟ ابو الیسر رضی اللہ عنہ نے بتایا اس کام میں ایک ایسی ایسی شکل وصورت والے آدمی نے میری مدد کی تھی جسے میں نے اس کے بعد اور اس سے پہلے نہیں دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کام میں ایک معزز فرشتے نے تمہاری مدد کی۔

اور آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ اپنا، اپنے بھتیجے عقیل بن ابی طالب، نوفل بن الحارث اور بنو حارث بن فہر میں سے اپنے حلیف عتبہ بن جحدم کا فدیہ ادا کریں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انکار کرتے ہوئے کہا: میں تو غزوۂ بدر سے پہلے مسلمان ہو چکا تھا مجھے زبردستی لایا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کا معاملہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے، اگر آپ کی بات سچ ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے گا، بہ ظاہر تو یہی ہے کہ آپ ہمارے خلاف نکلے تھے، سو آپ اپنا فدیہ دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عباس رضی اللہ عنہ سے (بطورِ غنیمت) بیس اوقیہ سونا حاصل کر چکے تھے، عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اسے میرے فدئے میں محسوب کرلیں، آپ نے فرمایا: نہیں، وہ اللہ نے ہمیں بہ طور غنیمت عطا فرمایا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس تو مال نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدر کے لئے روانہ ہوتے وقت ام الفضل کے پاس مکہ میں جو مال آپ نے رکھوایا تھا اس کا کیا ہوا؟ جب آپ کے اور آپ کی بیوی کے علاوہ کوئی نہ تھا اور آپ نے کہا تھا اگر اس سفر میں مجھے کچھ ہو جائے تو اس مال میں سے فضل کا اتنا، قثم کا اتنا اور عبد اللہ کا اتنا حصہ ہوگا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس بات کو میرے اور ام الفضل کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا، میں جانتا ہوں یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (۸۶)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ہار

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کو چھڑوانے کے لئے مال بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے (اپنے شوہر) ابو العاص بن ربیع کی رہائی کے لئے مال بھیجا، اس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی کو رخصتی کے وقت دیا تھا، یہ ہار دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت رقت طاری ہوگئی، آپ نے فرمایا: اگر تم مناسب سمجھو تو زینب کے قیدی کو چھوڑ دو اور اس کے فدیے کا مال زینب (رضی اللہ عنہا) کو واپس کردو، صحابہ کرام نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ! انہوں نے ابو العاص کو رہا کر دیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا مال اور ہار واپس کر دیا۔ (۸۷)

فدئے کے بدلے انصار کے بچوں کو لکھنا سکھانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں بدر کے قیدیوں میں ایسے لوگ بھی تھے جن کے پاس فدئے کی رقم نہیں تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فدیہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھانا مقرر فرمایا، ایک روز بچہ روتا ہوا اپنے باپ کے پاس آیا، باپ نے پوچھا: کیا ہوا؟ کہا: میرے استاد نے مجھے مارا ہے، باپ نے کہا: خبیث بدر کا بدلہ لینا چاہتا ہے، آئندہ تم کبھی اس کے پاس نہ جانا۔(۸۸)

غزوۂ بدر میں شریک صحابہ کرام کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے اہل بدر پر ظاہر ہو کر ارشاد فرمایا: چاہے (کم، زیادہ) جو عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کردی ہے۔(۸۹)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو خط لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس عورت کے متعلق بتایا جس کے پاس خط تھا، آپ نے صحابہ کو روانہ فرمایا جنہوں نے اس کے سر (کے بالوں میں چھپائے گئے خط کو اس) سے حاصل کرلیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب سے پوچھا: یہ خط تم نے بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، لیکن میں نے یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت کرنے کے لئے کیا نہ ہی منافقت کی وجہ سے ایسا کیا ہے، مجھے معلوم ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو غالب فرمادے گا اور اپنے حکم کو پورا کر کے رہے گا۔ میں قریش میں اجنبی تھا (میری ان سے رشتے داری نہ تھی) میری والدہ وہاں تھیں، میں ان پر یہ احسان کرنا چاہتا تھا (تا کہ وہ بدلے میں میرے اہل خانہ سے نیک سلوک کریں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں اس کا سر اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا: کیا تم بدر میں شریک شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو؟ تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر ظاہر ہو کر فرمایا: تم جو عمل چاہو کرتے رہو (میں نے تمہیں بخش دیا ہے)۔(۹۰)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام یا اور فرشتے نے نبی اکرم ﷺ سے آکر کہا: آپ بدر میں شریک ہونے والے مجاہدین کو کیسا شمار کرتے ہیں؟ فرمایا: اپنے بہترین لوگ، جبریل علیہ السلام نے کہا: ہمارے جو فرشتے بدر میں شریک ہوئے وہ ہم میں افضل فرشتے کہلاتے ہیں۔(۹۱)

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان شاء اللہ مجھے امید ہے کہ غزوۂ بدر اور حدیبیہ (کی بیعت رضوان) میں شامل ہونے والا کوئی فرد جہنم میں نہیں

جائے گا، میں نے کہا: کیا اللہ عز وجل کا ارشاد نہیں ہے کہ:

وَ اِنۡ مِّنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُھَا (۹۲)

اورتم میں سے ہر ایک جہنم سے ضرور گزرے گا۔

آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡھَا جِثِیًّا○ (۹۳)

پھر ہم پرہیز گاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو ہم جہنم میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔(۹۴)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کی اہلیہ ام مبشر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے، آپ نے فرمایا: بدر اور حدیبیہ میں شریک ہونے والا کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا، حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا اللہ عز وجل کا ارشاد نہیں ہے کہ:

وَ اِنۡ مِّنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُھَا (۹۵)

اورتم میں سے ہر ایک جہنم سے ضرور گزرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ذرا ٹھہرو:

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡھَا جِثِیًّا○ (۹۶)

پھر ہم پرہیز گاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو ہم جہنم میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔(۹۷)

غزوۂ بدر کے ایک شہید کا مقام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ (بدر میں) نظارہ کرنے کو نکلے، اسے تیر لگا جس سے وہ شہید ہو گئے، اس کی والدہ نے کہا: یارسول اللہ! میرے دل میں حارثہ کے مقام سے آپ واقف ہیں، اگر وہ جنت میں ہے میں صبر کرلوں گی، ورنہ آپ دیکھیں گے میں (اس کے غم میں) کیا کرتی ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حارثہ کی ماں! ایک جنت نہیں بہت سی جنتیں ہیں اور حارثہ سب سے افضل جنت میں ہے، یا فرمایا فردوس اعلیٰ میں ہے۔(حدیث کے ایک راوی یزید کو شک ہے)۔(۹۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حارثہ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کہا: یارسول اللہ! اگر حارثہ نے خیر (جنت) کو پالیا ہے تو بہتر ہے ورنہ میں بہ کثرت رونا دھونا کروں گی، آپ نے فرمایا: حارثہ

کی ماں! بہت سی جنتیں ہیں اور حارثہ فردوس اعلیٰ میں ہے۔(۹۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حارثہ بن عمیر رضی اللہ عنہ جنگ کے لئے نہیں صرف میدان بدر کا منظر دیکھنے کے لئے گیا، اسے تیر آکر لگا جس سے وہ جاں بہ حق ہو گیا، اس کی ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا: یارسول اللہ! اگر میرا بیٹا حارثہ جنت میں ہے میں صبر کروں اور ثواب کی امیدوار رہوں؟ آپ نے فرمایا: اے حارثہ کی ماں! بہت سی جنتیں ہیں اور حارثہ فردوس اعلیٰ میں ہے۔(۱۰۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ام الربیع رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آکر کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ مجھے حارثہ کے (انجام کے) بارے میں نہیں بتائیں گے؟ حارثہ نامعلوم تیرانداز کے تیر سے بدر میں شہید ہوا اگر وہ جنت میں ہے میں صبر کروں، اگر وہ جنت کے علاوہ کہیں ہے تو میں اس پر خوب روؤں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حارثہ کی ماں! جنت میں متعدد جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں پہنچا ہے۔

قتادہ نے کہا: فردوس سب سے افضل، اوسط اور بلند جنت ہے۔(۱۰۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کے دن نامعلوم تیرانداز کے تیر سے شہید ہو گئے، اس کی ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہا: یارسول اللہ! میرے دل میں حارثہ کا مقام آپ کے علم میں ہے، اگر وہ جنت میں ہے تو اس پر نہ روؤں ورنہ آپ عنقریب میری کارگزاری ملاحظہ فرمائیں گے (کہ میں اس پر کس طرح گریہ وزاری کرتی ہوں) آپ نے فرمایا: تیری عقل جاتی رہی، کیا ایک جنت ہے؟ بہت سی جنتیں ہیں اور حارثہ فردوس اعلیٰ میں ہے۔(۱۰۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حارثہ بن ربیع رضی اللہ عنہ بدر کے دن دیکھنے کے لئے نکلا، یہ ابھی نوجوان لڑکا تھا، نامعلوم تیرانداز کا تیر اس کی گردن کی ہنسلی میں آکر لگا جس سے اس کا انتقال ہو گیا، اس کی والدہ ''ربیع'' نے آکر کہا: یارسول اللہ! میرے دل میں حارثہ کا مقام آپ کو معلوم ہے، اگر وہ اہل جنت میں سے ہے تو میں صبر کروں گی، ورنہ اللہ تعالیٰ ملاحظہ فرمائے گا کیا ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حارثہ کی ماں! ایک جنت نہیں ہے بہت سی جنتیں ہیں اور وہ فردوس اعلیٰ میں ہے۔(۱۰۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، بدر کے روز میرا پھوپھی زاد نوخیز جوان حارثہ رضی اللہ عنہ نظارہ کرنے کو نکلا وہ لڑنے نہیں گیا تھا کہ ایک تیر نے اس کی جان لے لی، اس کی والدہ میری پھوپھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض گزار ہوئیں یارسول اللہ! اگر میرا بیٹا حارثہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور ثواب کی امیدوار رہوں، وگرنہ اللہ دیکھے گا جو میں کروں گی، آپ نے فرمایا: حارثہ کی

ماں! بہت سی جنتیں ہیں اور حارثہ فردوس اعلیٰ میں ہے۔(۱۰۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کے دن جاں بہ حق ہو گیا، حارثہ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! اگر میرا بیٹا جنت میں ہے (تو بہتر) ورنہ میں اس پر خوب روؤں، آپ نے فرمایا: حارثہ کی ماں! جنت میں بہت سی جنتیں ہیں اور حارثہ نے فردوس اعلیٰ پائی ہے۔(۱۰۵)

شہدا بدر کے محاسن

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شادی کے دن میرے ہاں آئے اور میرے اس بستر کی جگہ پر تشریف فرما ہوئے، میرے پاس دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور بدر میں شہید ہونے والے میرے آبا کے محاسن بیان کر رہی تھیں، اسی دوران انہوں نے کہا: ہمارے درمیان پیغمبر تشریف فرما ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ آج کیا ہو رہا ہے اور کل کیا ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نہ کہو۔(۱۰۶)

غزوۂ بدر کے بعد ذی الجوشن رضی اللہ عنہ کی آمد

حضرت ابوشمر ذی الجوشن الضبابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ اس وقت بدر والوں سے فراغت پا چکے تھے، میں اپنے گھوڑے کا بچھیرا لایا تھا، میں نے کہا: اے محمد! (ﷺ) میں آپ کے پاس اپنے گھوڑے العرجاء کا بچہ لایا ہوں، آپ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں، اگر تم چاہو تو میں اس کی قیمت میں بدر کی عمدہ زرہیں دے سکتا ہوں، میں نے کہا: میں اس کی قیمت میں آپ سے کوئی نفیس چیز نہیں لوں گا، آپ نے فرمایا: پھر مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ذی الجوشن! کیا تم اسلام قبول کر کے اولین مسلمانوں میں شامل نہیں ہوتے؟ میں نے کہا: نہیں، آپ نے پوچھا: کیوں؟ میں نے کہا: میں نے آپ کی قوم کو دیکھا ہے انہوں نے آپ کو دکھ دیا ہے، آپ نے فرمایا: بدر میں ان کے پچھاڑے جانے کی خبر تمہیں ملی ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں، مجھے معلوم ہوا ہے، کیا آپ مکہ پر غالب آ کر اسے جھکا سکیں گے؟ آپ نے فرمایا: اگر تم زندہ رہے تو یہ بھی دیکھو گے، پھر آپ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس کا تھیلا عجوہ کھجوروں سے بھر دو، جب میں واپس پلٹا آپ نے فرمایا: یہ بنو عامر کا بہترین آدمی ہے۔

ذی الجوشن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ غور میں تھا کہ ایک سوار آیا، میں نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ کہا: مکہ سے، میں نے پوچھا: لوگوں کا کیا حال ہے؟ کہا: محمد ﷺ نے ان پر غلبہ

پالیا ہے، میں نے کہا: میں مر جاؤں، اللہ کی قسم! اگر میں اس روز اسلام قبول کر لیتا اور آپ سے حیرہ کا سوال کرتا آپ حیرہ مجھے بہ طور جاگیر عنایت فرما دیتے۔(۱۰۷)

حضرت ذی الجوشن ضبابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے گھوڑے القرحاء کا بچہ لے کر آیا آپ اس وقت غزوۂ بدر سے فراغت پا چکے تھے، میں نے کہا: میں آپ کے پاس القرحاء کا بچھیرا لے کر آیا ہوں، آپ اسے لے لیں، آپ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، ہاں اگر تم اس کی قیمت میں بدر کی منتخب زرہیں لینا چاہو تو میں ایسا کر سکتا ہوں؟ میں نے کہا: میں آج اس کی قیمت کے طور پر کوئی عمدہ چیز نہیں لینا چاہتا، آپ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اے ذی الجوشن! کیا تم مسلمان نہیں ہو جاتے، تاکہ تم اس دین کے قبول کرنے والے اولین لوگوں میں سے ہو جاؤ؟ میں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: کیوں، میں نے کہا، میں نے دیکھا آپ کی قوم نے آپ کو دکھ دیا ہے، آپ نے فرمایا: تمہیں بدر میں ان کے پچھڑنے کا معلوم ہوا ہے؟ میں نے جواب دیا مجھے معلوم ہے، آپ نے فرمایا: ہم تجھے ہدایت کرتے ہیں (کہ تم اسلام قبول کر لو) میں نے کہا: اگر آپ کعبے پر غالب آجائیں اور اس پر قبضہ کر لیں (تو میں مسلمان ہو جاؤں گا)، آپ نے فرمایا: اگر تم زندہ رہے تو شاید یہ بھی دیکھ لو گے، پھر آپ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ان کا تھیلا عجوہ کھجوروں کے زادِ راہ سے بھر دو، جب میں واپس پھرا آپ نے فرمایا: یہ بنو عامر کا بہترین شہ سوار ہے۔

ذی الجوشن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بہ خدا ابھی میں غور میں ہی تھا کہ ایک سوار آیا، میں نے اس سے لوگوں کے حالات پوچھے، اس نے بتایا: اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) کعبے پر غالب آکر اس کا قبضہ کر چکے ہیں، میں نے یہ سن کر کہا: مجھے میری ماں روئے اگر میں اس دن اسلام لے آتا پھر آپ سے حیرہ کا سوال کرتا آپ مجھے بہ طور جاگیر حیرہ عطا فرما دیتے۔(۱۰۸)

حضرت ابی اسحاق ہمدانی بیان کرتے ہیں، ذوالجوشن رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے انہوں نے آپ کو بہ طور تحفہ گھوڑا دیا وہ ان دنوں مشرک تھے، آپ نے ان کا تحفہ قبول کرنے سے انکار کر دیا، پھر آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں بدر کی منتخب زرہوں کے بدلے میں اسے خرید سکتا ہوں، پھر فرمایا: کیا تم اس دین میں داخل ہونے والے اولین افراد میں سے ہونا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس سے کون سی چیز روک رہی ہے؟ کہا: میں نے دیکھا آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا ہے، آپ کو شہر بدر کیا ہے اور آپ سے جنگ کی ہے، میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کیا کرتے ہیں، اگر آپ ان پر غالب آگئے میں آپ پر ایمان لے آؤں گا اور آپ کی اتباع کر لوں گا، اور اگر وہ لوگ آپ پر غالب آگئے

تو میں آپ کی اتباع نہیں کروں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذوالجوشن! شاید کہ تم اس وقت تک زندہ رہو تو...... (آگے سابقہ حدیث ہے)۔(۱۰۹)

حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا نکاح، جہیز اور ولیمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے چاہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی صاحب زادی کا رشتہ مانگوں، پھر سوچا: میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلہ رحمی اور ہم دردی کو یاد کیا تو آپ سے رشتہ مانگ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: تمہارے پاس (مہر میں دینے کے لئے) کوئی چیز ہے، میں نے عرض کی: نہیں، آپ نے فرمایا: وہ حطمیہ زرہ کہاں ہے جو میں نے تمہیں فلاں فلاں دن دی تھی؟ میں نے کہا: وہ میرے پاس موجود ہے، آپ نے فرمایا: یہ زرہ (بہ طور مہر) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو دے دو۔(۱۱۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چادر، مشکیزہ اور چمڑے کا تکیہ جس میں اذخر گھاس بھری تھی جہیز عطا فرمایا۔(۱۱۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصتی کے موقع پر چادر، چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی، دو چکیاں، مشکیزہ اور دو گھڑے عطا فرمائے تھے۔(۱۱۱۔الف)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شادی کے لئے ولیمہ ضروری ہے، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: مینڈھا میرے ذمے رہا، فلاں نے کہا: میرے ذمے اتنا جَو ہے۔(۱۱۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، بدر کے مالِ غنیمت سے مجھے ایک عمر رسیدہ اونٹ ملا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے ایک عمر رسیدہ اونٹ عطا فرمایا، ایک روز میں نے اونٹوں کو ایک انصاری کے گھر کے سامنے بٹھایا، میں ان پر اذخر (گھاس) لانا چاہتا تھا تاکہ اسے بیچ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ولیمے کا بندوبست کروں، میں نے مدد کے لئے بنوقینقاع کے ایک آدمی کا تعاون حاصل کیا تھا۔(۱۱۳)

رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، جب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے ان کی اہلیہ نے کہا: اے ابن مظعون! تمہیں جنت مبارک ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غصے

بھری نظروں سے دیکھ کر فرمایا: تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ اللہ کی قسم! میں اللہ کا رسول ہوں مجھے نہیں پتہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور اس کے ساتھ، عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! عثمان آپ کے شہ سوار اور صحابی تھے (اس لئے میں نے انہیں جنتی کہا)۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ منتخب صحابہ میں سے تھے، ان کے لئے حضور ﷺ کا یہ ارشاد صحابہ پر گراں گزرا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> تم ہمارے آگے جانے والے بہترین ساتھی عثمان بن مظعون سے جاملو۔ (آپ ﷺ کے اس ارشاد سے عثمان رضی اللہ عنہ کا جنتی ہونا ثابت ہو گیا)

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر عورتیں رونے لگیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں کوڑے سے مارنے لگے، نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: انہیں رونے دو، اور عورتوں سے فرمایا: شیطانی چیخ و پکار نہ کرنا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک رونے کا تعلق دل اور آنکھ سے ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور رحمت کی وجہ سے ہوتا ہے اور اگر ہاتھوں اور زبان سے رونا پیٹنا ہو تو یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پہلو میں روتی رہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہ طور شفقت اپنے کپڑے سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آنکھیں پونچھنے لگے۔ (۱۱۴)

غزوہ اُحد (۳ ہجری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے (خواب میں) دیکھا ہے کہ گویا محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے ذبح شدہ گائے دیکھی ہے، میں نے یہ تعبیر لی ہے کہ محفوظ زرہ سے مراد مدینہ ہے اور گائے سے مراد بہ خدا خیر ہے، پھر آپ نے صحابہ سے فرمایا: اگر ہم مدینہ ہی میں رہیں پھر اگر وہ داخل ہو کر ہم پر یورش کریں تو ہم ان سے جنگ کریں؟ صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! زمانۂ جاہلیت میں بھی کبھی ہمارا دشمن شہر میں داخل نہ ہو سکا، اب اسلام میں وہ کیسے داخل ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جیسے تمہاری مرضی، آپ نے اپنا اسلحہ زیب تن فرمایا، انصار نے کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز کو ٹھکرایا ہے، چناں چہ وہ آکر عرض گزار ہوئے، اے اللہ کے نبی! جیسے آپ کی مرضی

ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نبی (علیہ السلام) کو زیب نہیں دیتا ہے کہ اپنا اسلحہ پہن کر اسے جنگ کے بغیر اتار دے۔(۱۱۵)

کم سن لڑکوں کو واپس کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، غزوۂ اُحد کے موقع پر میں چودہ سال کا تھا، نبی اکرم ﷺ نے مجھے شرکت کی اجازت نہیں دی، غزوۂ خندق میں مجھے آپ کے سامنے پیش کیا گیا میں اس وقت پندرہ سال کا ہو چکا تھا، آپ نے مجھے شرکت کی اجازت دے دی۔(۱۱۶)

منافقوں کی واپسی اور مسلمانوں کی رائے

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کی طرف روانہ ہوئے، اثنائے راہ میں آپ کے ساتھ نکلنے والے بعض لوگ واپس چلے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے دو گروہ ہو گئے، ایک گروہ نے کہا: انہیں قتل کر دیا جائے، دوسرے گروہ نے کہا: نہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ (۱۱۷)

تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شہر طیبہ ہے، یہ میل کچیل کو اس طرح دور کرتا ہے جس طرح آگ چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔(۱۱۸)

اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے دن ایک تلوار لے کر فرمایا یہ تلوار کون لے گا؟ لوگ تلوار لے کر اسے دیکھنے لگے، آپ نے فرمایا: اس تلوار کا حق ادا کرنے کے لئے اسے کون لے گا؟ لوگ پیچھے ہٹ گئے، حضرت ابو دجانہ سماک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسے اس کا حق ادا کرنے کے لئے لیتا ہوں، پھر انہوں نے وہ تلوار لی اور اس سے مشرکوں کی کھوپڑیاں پھاڑنے لگے۔(۱۱۹)

ایک مجاہد کا سوال

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوۂ اُحد کے دن ایک شخص نے رسول اللہ سے پوچھا: اگر میں قتل کر دیا جاؤں میں کہاں جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: جنت میں، اس نے اپنے ہاتھ میں موجود چند

کھجوریں پھینک دیں اور لڑائی میں مصروف ہوگیا، یہاں تک کہ شہادت پر فائز ہوا۔(۱۲۰)

فرشتوں کا قتال

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے غزوۂ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں سفید کپڑوں میں ملبوس دو آدمیوں کو آپ کی طرف سے سخت جنگ کرتے ہوئے دیکھا، میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد انہیں نہیں دیکھا۔(۱۲۱)

مشرکوں کی پسپائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

حضرت عبد اللہ (یا عبید) الزرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد کے دن مشرکوں کے شکست کھانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدھے اور برابر ہو جاؤ، یہاں تک کہ تم اپنے رب کی حمد و ثنا کرو، لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں بنالیں، آپ نے یہ دعا فرمائی:

> اے اللہ! ہر طرح کی حمد وثناء تیرے لئے ہے، اے اللہ! جسے تو کشادگی عطا فرمائے اسے کوئی تنگی سے ہم کنار نہیں کرسکتا، اور جسے تو تنگی میں مبتلا کردے اسے کوئی کشادگی نہیں دے سکتا، جسے تو گم راہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جسے تو ہدایت عطا فرمادے اسے کوئی گم راہ نہیں کرسکتا، جسے تو عطا فرمائے اسے کوئی روک نہیں سکتا، اور جس سے تو روک دے اسے کوئی دے نہیں سکتا، جسے تو دور فرمادے اسے کوئی قریب نہیں کرسکتا اور جسے تو قرب عطا فرمادے اسے کوئی دور نہیں کرسکتا، اے اللہ! ہم پر اپنی برکتیں، رحمت، فضل اور رزق کشادہ فرمادے، اے اللہ! میں آپ سے ان دائمی نعمتوں کا سوالی ہوں جو پلٹتی ہیں نہ زائل ہوتی ہیں، اے اللہ! میں آپ سے تنگ دستی کے دن نعمتوں کا اور خوف کے دن امن کا سائل ہوں، اے اللہ! میں ان چیزوں کے شر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں جو آپ نے ہمیں عطا فرمائی ہیں اور ان چیزوں کے شر سے جو آپ نے ہم سے روک لی ہیں، اے اللہ! ایمان کو ہمارے لئے محبوب بنادے اور اسے ہمارے دلوں میں مزین فرمادے، ہمیں کفر، فسق اور نافرمانی سے نفرت عطا فرمادے، ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں سے کردے۔ اے اللہ! اسلام کی حالت میں موت دے، ہمیں مسلمان زندہ رکھ اور ہمیں رسوائی اور آزمائش میں پڑے بغیر نیک لوگوں سے ملادے، اے اللہ! ان کافروں کو نابود فرمادے جو تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے راستے سے روکتے ہیں، اے اللہ! ان پر اپنا عذاب مسلط

فرما، اے اللہ! ان کافروں کو کیفر کردار تک پہنچا جنہیں پہلے کتاب دی گئی۔ (۱۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخمی ہونا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ اُحد کے دن نبی ﷺ کے سامنے کے چار دانتوں کو صدمہ پہنچا اور آپ کی پیشانی زخمی ہوگئی جس کا خون آپ کے چہرۂ انور پر بہنے لگا، آپ نے فرمایا: وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جو اپنے نبی کے ساتھ ایسا سلوک کرے، جب کہ وہ انہیں ان کے رب کی طرف بلا رہا ہو؟ تب یہ آیت نازل ہوئی:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ O (۱۲۳)

اس امر سے آپ کے لئے کچھ نہیں یا ان پر (اللہ) رجوع برحمت ہو یا انہیں عذاب دے کیوں کہ وہ یقیناً ظالم ہیں۔ (۱۲۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ اُحد کے دن زخمی ہو گئے اور آپ کے سامنے کے دانتوں کو صدمہ پہنچا، آپ اپنے چہرۂ انور سے خون کو صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: ایسی قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کا چہرہ خون سے رنگین کر دیا ہے حال آں کہ وہ نبی ان کو ان کے رب کی طرف بلاتا ہے، تب یہ آیت نازل ہوئی:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ O (۱۲۵)

اس امر سے آپ کے لئے کچھ نہیں یا ان پر (اللہ) رجوع برحمت ہو یا انہیں عذاب دے کیوں کہ وہ یقیناً ظالم ہیں۔ (۱۲۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ اُحد کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زخمی ہو گیا، آپ کے سامنے کے چار دانتوں کو صدمہ پہنچا اور آپ کے شانے پر تیر لگا، آپ کے چہرے پر خون بہنے لگا، آپ اپنے چہرے سے خون صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: وہ امت کیسے فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ ایسا سلوک کیا جب کہ وہ ان کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ O (۱۲۷)

اس امر سے آپ کے لئے کچھ نہیں یا ان پر (اللہ) رجوع برحمت ہو یا انہیں عذاب دے کیوں کہ وہ یقیناً ظالم ہیں۔ (۱۲۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ اُحد کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

سامنے کے دانتوں کو صدمہ پہنچا اور آپ کا چہرہ زخمی ہوگیا، خون آپ کے چہرے پر بہنے لگا، آپ اپنے چہرہ سے خون صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے: وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کا چہرہ خون سے رنگین کر دیا حالآں کہ وہ ان کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ O (۱۲۹)

اس امر سے آپ کے لئے کچھ نہیں یا ان پر (اللہ) رجوع برحمت ہو یا انہیں عذاب دے کیوں کہ وہ یقیناً ظالم ہیں۔ (۱۳۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، گویا میں اب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کسی پیغمبر گرامی کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں کہ اسے اس کی قوم نے زخمی کر دیا وہ اپنے چہرے سے خون صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے:

پروردگار! میری قوم کی مغفرت فرما یہ نہیں جانتے۔ (۱۳۱)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا (غزوۂ اُحد میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کا علاج کس چیز سے کیا گیا؟ انہوں نے بتایا علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرے سے خون دھوتی تھیں اور چٹائی جلا کر اس کی راکھ آپ کے زخم میں بھر دی۔ (۱۳۲)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے غزوۂ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا انہوں نے چٹائی کا ٹکڑا جلایا اور اس کی راکھ آپ ﷺ کے چہرے پر لگنے والے زخم پر لگانے لگیں، ڈھال میں پانی لایا گیا اس سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون دھویا۔ (۱۳۳)

گھمسان کا رن اور انصاری جوان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب مشرکوں نے نبی اکرم ﷺ کو گھیر لیا، اس وقت آپ کے پاس سات انصاری اور دو مہاجر صحابہ موجود تھے، آپ نے فرمایا: ان کو ہم سے کون ہٹائے گا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا، ایک انصاری نے آگے بڑھ کر مشرکوں پر حملہ کیا اور شہید ہوگیا، مشرکوں نے پھر ہجوم کیا تو آپ نے پھر اسی طرح ارشاد فرمایا: جو مشرکوں کو مجھ سے ہٹائے گا وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا، دوسرا انصاری آگے بڑھا اور مشرکوں پر حملہ آور ہو کر شہید ہوا، یہاں تک کہ ساتوں کے ساتوں شہید ہوگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی سے فرمایا: ہم نے اپنے بھائیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ (۱۳۴)

آزمائش کی گھڑی

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے دن پچاس تیراندازوں پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا اور انہیں ایک مقررہ مقام پر متعین فرما دیا اور ارشاد فرمایا: اگر تم دیکھو ہمیں پرندے اچک رہے ہیں (ہم شکست سے دوچار ہو چکے ہیں) تم اپنی جگہ سے مت ہٹنا جب تک میں تمہارے پاس پیغام نہ بھیجوں اور اگر تم دیکھو ہم نے اپنے دشمن پر فتح حاصل کر لی ہے اور اسے روند ڈالا ہے تو بھی اپنے مقام کو نہ چھوڑنا، یہاں تک کہ میں تمہارے پاس پیغام بھیجوں۔

براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دی، بہ خدا میں نے (مشرکوں کی) عورتوں کو پہاڑ پر اس حالت میں دوڑتے ہوئے دیکھا کہ انہوں نے کپڑے اوپر کئے ہوئے تھے ان کی پنڈلیاں اور پازیبیں نظر آرہی تھیں۔عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے تیرانداز ساتھیوں نے کہا: مالِ غنیمت، لوگو! مالِ غنیمت، تمہارے ساتھی غالب آ چکے اب انتظار کیسا؟ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھول گئے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم اللہ کی قسم! لوگوں میں شامل ہو کر مالِ غنیمت حاصل کریں گے، جب وہ آ گئے (مشرکوں کے اچانک پیچھے سے حملے کی وجہ سے) ان کے چہرے پھیر دیئے گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگے، یہی وہ وقت تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پیچھے سے آواز دے رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف بارہ افراد رہ گئے، ہمارے ستر آدمی شہید ہوئے، غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے مشرکوں کے ایک سو چالیس آدمیوں کو نقصان پہنچایا تھا، ان میں سے ستر مارے گئے اور ستر قید ہو گئے تھے۔

ابوسفیان نے (مسلمانوں کے پسپا ہونے کے بعد) تین مرتبہ کہا: کیا لوگوں میں محمد (ﷺ، زندہ موجود) ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جواب دینے سے منع فرما دیا، پھر اس نے دو مرتبہ کہا: کیا قوم میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) ہیں؟ کیا قوم میں ابن الخطاب (عمر رضی اللہ عنہ) ہیں؟ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: یہ لوگ قتل ہو گئے ہیں تم ان سے فارغ ہو چکے ہو، اس بات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود پر قابو نہ رکھ سکے اور بولے: او اللہ کے دشمن! بہ خدا تو نے غلط کہا، جن کے تو نے نام گنوائے ہیں وہ سب زندہ ہیں، اب تیرے لئے پریشان کن خبر باقی رہی ہے۔ابوسفیان نے کہا: یہ جنگ بدر کا بدلہ ہے، جنگ تو ایک ڈول کی طرح ہے (کبھی فتح کبھی شکست) تم اپنے لوگوں میں مثلہ پاؤ گے (ان کے ناک کان کٹے ہوئے، آنکھیں پھوٹی ہوئی اور اعضا بگاڑے ہوئے پاؤ گے) میں نے اس کا حکم

نہیں دیا تھا اور مجھے یہ برا بھی نہیں لگا، پھر وہ ہبل کی جے پکارنے لگا، ہبل کی جے، ہبل کی جے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! ہم کیا کہیں؟ آپ نے فرمایا: کہو! **اللہ اعلیٰ و اجل**، اللہ ہی بلند و برتر اور عظمت و جلال والا ہے۔ ابوسفیان نے کہا: ہمارے پاس عزّیٰ (بت) ہے تمہارے پاس کوئی عزّیٰ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم کیا کہیں؟ فرمایا تم کہو **اللّٰہ مولانا و لا مولیٰ لکم** اللہ ہمارا مولیٰ ہے، تمہارا کوئی مولیٰ نہیں)۔(۱۳۵)

عبید اللہ بیان کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، اللہ تعالیٰ نے غزوۂ اُحد کے موقع پر مسلمانوں کی جیسی مدد فرمائی، ایسی مدد کسی موقع پر نہیں فرمائی، ہمیں اس پر تعجب ہوا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میرے اور تمہارے تعجب کرنے والوں کے درمیان اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب فیصلہ کرے گی، اللہ عزوجل غزوہ اُحد کے متعلق فرماتا ہے:

وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۝ (۱۳۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے اللہ نے تم کو دکھا دیا، اس کے بعد تم نے ہمت ہار دی اور (نبی علیہ السلام کے) حکم میں جھگڑا کرنے لگے اور پیغمبر کی نافرمانی کی، تم میں سے بعض دنیا کے طلب گار تھے اور بعض آخرت کے چاہنے والے، پھر اللہ نے تمہیں ان کے مقابلے سے پھیر دیا تا کہ وہ تمہاری آزمائش کرے، اور اس نے تمہارا قصور معاف فرمادیا اور اللہ مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

اس سے تیرانداز مراد ہیں، ہوا یوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراندازوں کو ایک مقام پر متعین فرما کر ان کو تاکید کی کہ تم پشت سے ہماری حفاظت کرنا اگر ہمیں قتل ہوتا دیکھو تب بھی ہماری مدد کو نہ آنا اور اگر ہمیں مالِ غنیمت جمع کرتے دیکھو تو بھی ہمارے ساتھ شریک ہونے کو نہ آنا، پھر جب نبی ﷺ نے غنیمت حاصل کی اور مشرکوں کے لشکر کو شکست سے دوچار کر دیا تو تیرانداز بھی اس طرف متوجہ ہوئے اور لشکر میں شامل ہو کر مالِ غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صفیں باہم گتھ گئیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انگلیاں باہم پیوست کر کے بتایا، اس طرح یہ حضرات باہم خلط ملط ہو گئے۔

ادھر جب تیر اندازوں نے اپنی متعین جگہ خالی کردی، مشرکوں کے گھڑ سواروں نے اس مقام سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا، لوگ ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے، معاملہ الجھ گیا، مسلمانوں کے بہت سے لوگ شہید ہو گئے، حال آں کہ صبح کے وقت میدان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ہاتھ میں تھا، مشرکوں کے سات یا نو علم بردار مارے گئے تھے، بہ ہر حال مسلمان پہاڑ کی طرف گھوم کر پلٹے لیکن وہ کسی غار تک نہ پہنچ پائے، وہ ایک ابھری ہوئی چٹان کے نیچے تھے، اتنے میں شیطان نے چیخ کر کہا: محمد (ﷺ) قتل کر دیئے گئے ہیں، کسی کو اس خبر کے صحیح ہونے میں شک نہ ہوا، ہم (مسلمان) اسی شک میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد نام کے دو صحابہ کے درمیان سامنے ظاہر ہوئے، ہم نے آپ کی چال سے آپ کو پہچان لیا، ہمیں بہت خوشی ہوئی اور اپنی اس مصیبت کو بھول گئے، آپ ہماری طرف چڑھنے لگے آپ فرما رہے تھے: اس قوم پر اللہ کا سخت غضب نازل ہوگا جس نے اپنے رسول (ﷺ) کے چہرے کو خون آلود کر دیا ہے، پھر فرمایا: اے اللہ! یہ ہم پر غالب نہ آنے پائیں یہاں تک کہ آپ ہمارے پاس پہنچ گئے۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ ابوسفیان پہاڑ کے زیریں حصے سے دو مرتبہ چیخا: ہُبل کی جے، ہُبل کی جے، ابن ابی کبشہ! (رسول اللہ ﷺ) کہاں ہیں؟ ابن ابی قحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کہاں ہے؟ ابن الخطاب (عمر رضی اللہ عنہ) کہاں ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ اعلیٰ واجل (اللہ ہی بلند و برتر ہے)، ابو سفیان نے کہا: تم اس (ہُبل) سے دشمنی کرو یا دوستی اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں، ابن ابی کبشہ کہاں ہے؟ ابن ابی قحافہ کہاں ہے؟ ابن الخطاب کہاں ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں یہ ابوبکر ہیں اور یہ رہا میں عمر (رضی اللہ عنہما) ابوسفیان نے کہا: یہ جنگ بدر کا بدلہ ہے کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتیں، جنگ ڈول کی طرح ہے (کبھی خالی کبھی بھرا ہوا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس میں برابری نہیں ہمارے شہید جنت میں اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہوں گے، ابوسفیان نے کہا: یہ تمہارا گمان ہے اگر ایسا ہوا تو ہم نقصان اور خسارے میں رہے۔

پھر ابوسفیان نے کہا: تم اپنے مقتولوں کے ناک کان کٹے ہوئے پاؤ گے یہ ہمارے سرداروں کی رائے نہ تھی، پھر اس پر جاہلیت کی عصبیت غالب آ گئی تو اس نے کہا: بہ ہر حال ایسا ہوا ہے اور وہ اسے ناپسند نہیں کرتا (۱۳۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، (مشرکوں کی) عورتیں اُحد کے دن مسلمانوں کے پیچھے تھیں، مشرکوں کے زخمیوں کی دیکھ بھال کر رہی تھیں، اگر اس دن میں یہ قسم کھاتا کہ ہم میں سے کوئی دنیا کا طلب گار نہیں تھا، تو مجھے یہ امید ہے کہ میں سچا ہوتا، یہاں تک کہ اللہ عز وجل کا یہ ارشاد نازل ہوا:

مِنکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَ مِنکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ ثُمَّ صَرَفَکُمْ عَنْھُمْ

لِيَبْتَلِيَكُمْ (۱۴۸)

تم میں سے کوئی دنیا کا ارادہ کرتا تھا اور کوئی آخرت کو چاہتا تھا، پھر اللہ نے تمہارا منہ ان سے پھیر دیا تا کہ وہ تمہاری آزمائش کرے۔

پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (بعض) اصحاب نے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی (تیر اندازوں نے اپنی مقررہ جگہ چھوڑ دی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد صرف نو افراد رہ گئے، سات انصاری، دو قریشی اور آپ ﷺ دسویں تھے، جب مشرکوں نے آپ کو گھیر لیا آپ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم فرمائے جوان کو ہم سے ہٹا دے، ایک انصاری آگے بڑھا کچھ دیر جنگ کر کے شہید ہو گیا، مشرکوں نے پھر آپ کو گھیر لیا، آپ نے پھر فرمایا: اللہ اس پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جو انہیں ہم سے دور کر دے، آپ اسی طرح فرماتے رہے یہاں تک کہ ساتوں انصاری آپ کے دفاع میں لڑ کر شہید ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی سے فرمایا: ہم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

(جنگ کے اختتام پر) ابوسفیان نے آکر کہا: **اعل هبل** ہبل کی جے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہو: **الله اعلیٰ و اجل**، اللہ ہی بزرگ و برتر ہے، ابوسفیان نے کہا: **لنا عزّیٰ و لا عزّیٰ لكم** ہماری دیوی عزیٰ ہے تمہاری عزیٰ دیوی نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو: **الله مولانا و الكافرون لا مولیٰ لهم** اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں پھر ابوسفیان نے کہا: یہ بدر کے دن کا بدلہ ہے، وہ دن تمہارا تھا یہ ہمارا ہے، ایک دن دکھ کا اور ایک دن خوشی کا، حنظلہ کے بدلے میں حنظلہ، فلاں کے بدلے فلاں، اور فلاں کے بدلے فلاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی برابری نہیں ہمارے مقتولین زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں، اور تمہارے مقتولین آگ میں ہیں عذاب پاتے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا، قوم میں کچھ لوگوں کا مُثلہ کیا گیا ہے یہ ہمارے سرداروں کا کام نہیں ہے، میں نے اس کا حکم دیا ہے نہ اس سے منع کیا ہے، اسے پسند کیا ہے نہ ہی اسے برا سمجھا ہے، نہ مجھے یہ برا لگا ہے نہ مجھے اس سے خوشی ہوئی ہے، صحابہ کرام نے دیکھا حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کر دیا گیا ہے اور ہند نے ان کا جگر نکال کر چبایا تھا مگر اسے نگل نہ سکی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا ہند نے اس میں سے کچھ کھایا ہے؟ صحابہ نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: اللہ حمزہ کے کسی حصے کو آگ میں داخل نہیں کرنا چاہتا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ (کی لاش) کو سامنے رکھ کر ان کی نماز جنازہ پڑھی، اور ایک انصاری کی میت لا کر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھ دی گئی، آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر انصاری کی لاش اٹھالی گئی اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت کو وہیں رہنے دیا گیا، اس کے بعد ایک اور شہید کی

میت لائی گئی اسے حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت کے بازو میں رکھ دیا گیا اور آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر اسے اٹھالیا گیا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش حسب سابق وہیں رہی، یہاں تک کہ اس روز حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ستر مرتبہ پڑھی گئی۔ (۱۳۹)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل ہونا

قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دیکھا وہ شل ہو چکا تھا، انہوں نے غزوۂ اُحد کے دن اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کو (آنے والے تیروں سے) بچایا تھا۔ (۱۳۹۔الف)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی تیر اندازی اور جاں بازی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (غزوۂ اُحد میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے مشرکوں پر تیر برسا رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے پیچھے سے سر اٹھا کر دیکھتے کہ تیر کہاں لگا ہے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے لئے اپنا سینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر لیتے اور کہتے: آپ کے سینے سے پہلے میرا سینہ حاضر ہے۔ (۱۴۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (مشرکوں کے شدید حملے کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سے سر اٹھا کر دیکھتے کہ ان کا تیر کہاں لگا ہے؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنا سینہ حفاظت کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیتے اور کہتے: یارسول اللہ! آپ کے سینے سے پہلے میرا سینہ حاضر ہے۔ (۱۴۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک ڈھال سے (کفار کی طرف سے آنے والے تیروں سے) بچاؤ کر رہے تھے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اچھے تیر انداز تھے، جب وہ تیر چلاتے نبی ﷺ اوپر ہو کر ان کے تیر کے نشانے کے مقام کو ملاحظہ فرماتے تھے۔ (۱۴۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ اُحد کے روز ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر تیر چلا رہے تھے، ابوطلحہ بہترین تیر انداز تھے، نبی اکرم ﷺ ابوطلحہ کی آڑ میں تھے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جب تیر چلاتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچک کر دیکھتے کہ ان کا تیر کہاں لگا ہے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنا سینے آگے کر لیتے اور کہتے یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کو کوئی تیر نہ لگ جائے، میرا سینہ آپ کے سینہ کے بدلے حاضر ہے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی جان پیش کرتے اور کہتے تھے یارسول اللہ! میں ہمت والا ہوں اپنی ضروریات کی تکمیل

کے لئے مجھے حکم فرمائیں اور جو چاہیں مجھے اس کی انجام دہی کا فرمائیں۔ (۱۴۳)

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی جاں نثاری

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر نہ ہو سکے، جس کا انہیں قلق تھا، انہوں نے کہا: میں پہلے غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر نہ ہو سکا، اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم راہ غزوہ میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ ملاحظہ فرمائے گا میں کیا کرتا ہوں، اس سے زیادہ کہتے ہوئے خوف کھایا، پھر غزوۂ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے (مسلمانوں کی عارضی پسپائی کے وقت) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سامنے نظر آئے تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ابو عمرو! کہاں جارہے ہو؟ مجھے تو اُحد کے پیچھے سے جنت کی خوشبو آرہی ہے، انس رضی اللہ عنہ مشرکوں سے خوب لڑے بالآخر شہید ہو گئے، ان کے جسم پر تلواروں، نیزوں اور تیروں کے اسی سے زیادہ زخم آئے تھے۔

میری پھوپھی انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی بہن ربیع بنت النضر نے بتایا میں نے اپنے بھائی کی لاش کو ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا، ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ (۱۴۴)

کچھ ایسے (قوی) مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا اس عہد کو جو اللہ سے کیا تھا تو اُن میں سے کوئی (جہاد میں شہید ہو کر) اپنی نذر پوری کر چکا اور ان میں سے کوئی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے (اپنے وعدہ میں کچھ بھی) ردّ و بدل نہیں کیا۔

صحابہ کرام سمجھتے تھے کہ یہ آیت کریمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (۱۴۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ان کے چچا غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے، انہوں نے کہا: میں مشرکوں کے خلاف نبی اکرم ﷺ کی پہلی جنگ میں شریک نہ ہو سکا، اب اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکوں کے خلاف کسی جنگ کا موقع عطا فرمایا تو اللہ دیکھے گا میں کیا کرتا ہوں، غزوۂ اُحد کے روز جب مسلمان منتشر ہو گئے وہ کہنے لگے اے اللہ! میں اپنے ساتھیوں کی اس حرکت پر آپ سے معذرت خواہ ہوں اور مشرکوں کے اس حملے سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں پھر وہ آگے بڑھے تو انہیں سعد رضی اللہ عنہ اُحد کے پاس نظر آئے، سعد رضی

اللہ عنہ نے کہا: میں تمہارے ساتھ ہوں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بتایا انس رضی اللہ عنہ نے جس جان بازی کا مظاہرہ کیا میں نہ کرسکا، ان کے جسم پر تلواروں، نیزوں اور تیروں کے اسّی سے زائد زخموں کے نشان تھے، ہم کہتے تھے کہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ اوران کے جان باز ساتھیوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے:

فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَهٗ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ (۱۴۶)

تو اُن میں سے کوئی (جہاد میں شہید ہوکر) اپنی نذر پوری کر چکا اور ان میں سے کوئی انتظار کررہا ہے۔ (۱۴۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انس بن النضر رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے، انہوں نے کہا: میں پہلی جنگ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہو سکا، اگر اب جنگ ہوئی تو اللہ تعالیٰ دیکھے گا میں کیا کرتا ہوں، پھر جب غزوۂ اُحد کے دن نبی اکرم ﷺ کے صحابہ پسپا ہوئے، انس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، انہوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو پسپا ہوتے دیکھ کر کہا: ابوعمرو! کہاں چلے، ٹھہرو، قسم اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، مجھے اُحد کے نیچے سے جنت کی خوش بو آرہی ہے، پھر انہوں نے مشرکوں پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہ خدا! میں اس جیسی ہمت نہ دکھا سکا، انس رضی اللہ عنہ کی بہن نے کہا: میں نے اپنے بھائی (کی لاش) کو ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا، ان کو تلواروں، تیروں اور نیزوں کے اسّی سے زائد زخم لگے تھے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیۡهِ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَهٗ و مِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِیۡلًا ۝ (۱۴۸)

کچھ ایسے (قوی) مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا اس عہد کو جو اللہ سے کیا تھا تو اُن میں سے کوئی (جہاد میں شہید ہوکر) اپنی نذر پوری کر چکا اور ان میں سے کوئی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے (اپنے وعدہ میں کچھ بھی) ردّ وبدل نہیں کیا۔ (۱۴۹)

بنوسلمہ کا شہید سُلَیم رضی اللہ عنہ

حضرت معاذ بن رفاعہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، بنوسلمہ میں سلیم رضی اللہ عنہ کے نام کے ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر شکایت کی کہ معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) ہمارے سو جانے کے بعد ہمارے ہاں آتے ہیں، ہم دن بھر کام کاج کر کے تھکے ہوتے ہیں، معاذ رضی اللہ عنہ نماز کے

لئے بلاتے ہیں، ہم نماز کے لئے نکلتے ہیں تو معاذ ہمیں لمبی نماز پڑھاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ بن جبل! آزمائش میں ڈالنے والے نہ بنو، یا تم میرے ساتھ نماز ادا کرلیا کرو، یا پھر (امامت کرنی ہے تو) اپنی قوم سے تخفیف کیا کرو (نماز مختصر پڑھایا کرو) پھر آپ نے فرمایا: سلیم! تمہیں کتنا قرآن یاد ہے؟ سلیم نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ کی پناہ مانگتا ہوں، اللہ کی قسم! (دعا میں) آپ کی اور معاذ کی گنگناہٹ بہت خوب ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور معاذ کی گنگناہٹ بھی یہی ہوتی ہے کہ ہم اللہ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔

پھر سُلیم رضی اللہ عنہ نے کہا: کل ان شاء اللہ جب دشمن کا سامنا ہوگا آپ دیکھئے گا، لوگ غزوۂ اُحد کی تیاریوں میں مصروف تھے، سُلیم غزوہ اُحد میں شرکت کے لئے نکلے وہ اُحد کے شہدا میں شامل تھے۔ رحمۃ اللہ ورضوانہ علیہ (۱۵۰)

طلحہ رضی اللہ عنہ نے جنت واجب کرلی

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے غزوۂ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، طلحہ نے (اپنے لئے) جنت واجب کرلی، جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ خدمت انجام دی، یعنی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں کی طرف سے کھودے گئے گڑھے میں گرنے کے بعد آپ کو نکالنے کے لئے) جب وہ آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلحہ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر چڑھ کر گڑھے سے باہر نکلے۔ (۱۵۱)

میرے ماں باپ تم پر قربان، زبیر

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوۂ اُحد کے دن (گھمسان کے رن میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (میری جاں بازی ملاحظہ فرمائی تو) فرمایا: میرے ماں باپ تم پر قربان۔ (۱۵۲)

سعد! میرے والدین تم پر قربان

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے دن مجھ سے فرمایا: تیر چلائے جاؤ، میرے ماں باپ تم پر قربان۔ (۱۵۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے لئے نہیں سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے اپنے ماں باپ کو جمع کیا ہو، میں نے غزوۂ اُحد

کے دن سنا آپ فرما رہے تھے: اے سعد! تیر چلاؤ، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ (۱۵۴)

رافع رضی اللہ عنہ کی چھاتی میں تیر

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ غزوۂ اُحد یا خیبر کے موقع پر رافع رضی اللہ عنہ کی چھاتی میں تیر آ کر لگا، وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ! یہ تیر نکال دیجئے، آپ نے فرمایا: اے رافع! اگر تم چاہو تو میں تیر اور اس کا پھل نکال دوں، اگر تم چاہو تو میں تیر نکال دوں اور اس کا پھل جوں کا توں رہنے دیں اور قیامت کے دن تیرے شہید ہونے کی گواہی دوں، رافع نے کہا: یا رسول اللہ! بل کہ تیر نکال دیں اور اس کا پھل جوں کا توں رہنے دیں اور قیامت کے دن میرے شہید ہونے کی گواہی دیں، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر نکال دیا اور پھل رہنے دیا۔ (۱۵۵)

حضرت یمان رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہونا

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ اُحد کے دن مسلمان حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد یمان رضی اللہ عنہ پر تلواروں سے حملہ آور ہوئے وہ یمان رضی اللہ عنہ کو پہچانتے نہیں تھے اور انہیں قتل کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمان رضی اللہ عنہ کا خون بہا دینے کا ارادہ فرمایا، تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں پر خون بہا معاف کر دیا (اپنے والد کی دیت نہیں لی)۔ (۱۵۶)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت جعفر بن عمرو الضمری بیان کرتے ہیں، میں عبید اللہ بن عدی بن خیار کے ہم راہ شام کی طرف گیا، جب ہم حمص میں پہنچے، عبید اللہ نے مجھے کہا: کیا تمہیں اس سے دل چسپی ہے کہ ہم وحشی (رضی اللہ عنہ) سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں دریافت کریں؟ میں نے کہا: ہاں، وحشی رضی اللہ عنہ حمص میں مقیم تھے، ہم نے وحشی رضی اللہ عنہ کے متعلق معلوم کیا تو ہمیں بتایا گیا وہ اپنے محل کے سایے میں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ بھرے پرے سیاہ جسم والے تھے، ہم نے ان کے پاس آ کر سلام کیا، انہوں نے ہمارے سلام کا جواب دیا، عبید اللہ نے اپنا عمامہ اس طرح لپیٹا ہوا تھا کہ وحشی رضی اللہ عنہ کو عبید اللہ کی صرف آنکھیں اور پیر نظر آ رہے تھے، عبید اللہ نے وحشی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ وحشی رضی اللہ عنہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور کہا: بہ خدا نہیں، البتہ مجھے اتنا معلوم ہے کہ عدی بن الخیار نے ابو العیص کی ام قتال نام کی بیٹی سے نکاح کیا تھا، جس سے مکہ میں اس کا ایک بیٹا پیدا ہوا، میں نے اس کے لئے دودھ پلانے والی تلاش کی اور ماں بیٹے کو

لے جا کر عدی کے حوالے کر دیا تھا اب مجھے تمہارے پاؤں دیکھ کر وہی خیال آ رہا ہے (کہ تم وہی بچے ہو)۔

یہ سن کر عبید اللہ نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہا: کیا آپ ہمیں حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارے میں نہیں بتائیں گے؟ وحشی رضی اللہ عنہ نے کہا: بتاتا ہوں، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں طعیمہ بن عدی کو قتل کیا تھا، میرے آقا جبیر بن مطعم نے مجھ سے کہا اگر تم میرے چچا کے بدلے میں حمزہ کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو گے، عینین (غزوۂ اُحد) کے دن جب لوگ روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ تھا (عینین جبل اُحد کے قریب ایک پہاڑ ہے دونوں پہاڑوں کے درمیان وادی ہے) جب لڑائی کے لئے صف بندی ہو چکی سباع مقابلے پر نکلا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس سے مقابلہ کرنے کو نکلے اور کہا: اے سباع ابن ام انمار، اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے! کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے، پھر اس پر حملہ آور ہوئے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

میں اسی اثنا میں ایک چٹان کے نیچے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کے لئے چھپا ہوا تھا جب وہ میرے پاس سے گزرے میں نے انہیں برچھی ماری جو ان کی ناف کے نیچے سے گھس کر کولھوں کے درمیان سے جا نکلی، یہ حمزہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کا واقعہ تھا (جس سے آپ شہید ہو گئے) پھر سب لوگوں کے ساتھ میں بھی واپس آ گیا، میں مکہ میں مقیم رہا یہاں تک کہ مکہ میں اسلام پھیل گیا، پھر میں طائف کی طرف چلا گیا، طائف والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قاصد بھیجے، مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاصدوں کی گرفت نہیں فرماتے، میں ان کے ساتھ روانہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: تم وحشی ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: حمزہ کو تو نے قتل کیا تھا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو جو خبر ملی ہے امر واقعہ وہی ہے، آپ نے فرمایا: کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم مجھے اپنا چہرہ نہ دکھایا کرو؟ سو میں وہاں سے واپس آ گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر کے خروج کیا، میں نے کہا: میں مسیلمہ کے مقابلے کو ضرور جاؤں گا، شاید کہ میں مسیلمہ کو قتل کر کے حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ اتار دوں، میں لوگوں کے ساتھ نکلا، اس کے مقابلے کی جو صورت ہوئی سو ہوئی، میں نے دیوار کے شگاف میں ایک شخص (مسیلمہ کذاب) کو کھڑا دیکھا جیسے گندمی رنگ کا اونٹ ہوتا ہے، اس کے سر کے بال پراگندہ تھے، میں نے اسے برچھی ماری جو اس کی چھاتی میں لگی اور اس کے شانوں کے درمیان سے پار ہو گئی، اتنے میں ایک انصاری نے آگے بڑھ کر اس کی کھوپڑی پر تلوار ماری (اور اس کا کام تمام کر دیا) اتنے میں ایک باندی نے گھر کی چھت پر کہا: ہائے امیر المؤمنین (مسیلمہ کذاب) کو ایک حبشی غلام نے قتل کر دیا ہے۔(۱۵۷)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھائی کی لاش پر

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ اُحد کے دن ایک خاتون دوڑتی ہوئی شہدا کی نعشوں کے قریب پہنچ گئیں، رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا کہ خاتون شہدا کی نعشوں کو دیکھے (کیوں کہ شہدا کی نعشوں کا مثلہ کیا گیا تھا) آپ نے فرمایا: عورت کو روکو، عورت کو روکو، زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے اندازہ ہوگیا کہ یہ میری والدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں، میں دوڑ کر گیا اور ماں کو شہدا کی نعشوں کے پاس پہنچنے سے پہلے روک لیا، میری ماں طاقت ور خاتون تھیں اس نے میرے سینے پر دو ہتڑ مارا اور کہنے لگیں پیچھے ہٹو، میں تم سے خوش نہیں ہوں (تمہاری اس حرکت سے راضی نہیں ہوں) میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو قسم دی ہے، میری ماں وہیں ٹھہر گئیں دو کپڑے نکالے اور کہا میں یہ دو کپڑے اپنے بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کے کفن کے لئے لائی ہوں، مجھے ان کا مقتول ہونا معلوم ہوگیا ہے اسے ان کپڑوں میں کفن دینا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہم حمزہ رضی اللہ عنہ کی تکفین کے لئے دو کپڑے لائے، ہم نے دیکھا ان کے پہلو میں ایک انصاری شہید کی مُثلہ شدہ نعش پڑی تھی، ہمیں شرم وحیا آئی کہ ہم حمزہ رضی اللہ عنہ کو دو کپڑوں میں کفن دیں اور انصاری شہید کو کفن کے لئے ایک کپڑا نہ ملے، ہم نے کہا: ایک کپڑا حمزہ کے لئے اور ایک انصاری کے لئے ہوگا، ہم نے کپڑوں کو ناپا ان میں سے ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا تھا، ہم نے دونوں میں قرعہ ڈالا، جس کا قرعہ جس کپڑے کے لئے نکلا ہم نے اسے اس کپڑے کا کفن دیا۔ (۱۵۸)

غزوۂ اُحد کے شہدا کی تعداد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کی وجہ سے دوسرے سال غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کو آزمائش میں مبتلا کیا گیا چناں چہ ستر مجاہدین شہید ہوئے، نبی اکرم ﷺ کے (بعض) صحابہ آپ کو چھوڑ کر پسپا ہوگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دو دانتوں کو صدمہ پہنچا، آپ کے سر پر خود ٹوٹ گئی اور آپ کے رخِ انور پر خون بہنے لگا، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا (۱۵۹)

کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچی اس حال میں کہ اس سے دُگنی تم انہیں پہنچا چکے ہو۔

یعنی، تمہارے فدیہ لینے کی وجہ سے (یہ مصیبت تم پر آئی ہے)۔ (۱۶۰)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوۂ اُحد میں چونسٹھ انصاری جوان اور چھ مہاجر اصحاب شہید ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا اگر ہمیں کسی دن ایسا موقع ملا تو ہم مشرکوں کے

خلاف ان سے بڑھ کر کارروائی کریں گے۔(انہوں نے ہمارے شہیدوں کی لاشوں کا مثلہ کیا ہے ہم ان کے مقتولوں سے اس سے برا سلوک کریں گے) فتح مکہ کے روز ایک غیر معروف شخص نے کہا: آج کے بعد قریش نہیں رہیں گے (ہم سب کا قلع قمع کردیں گے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا: فلاں فلاں کے سوا ہر گورے اور کالے کو امن حاصل ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ○(۱۶۱)

اور اگر تم انہیں سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی، اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر بہت اچھا ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم صبر کریں گے، بدلہ نہیں لیں گے۔(۱۶۲)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ اُحد کے دن چونسٹھ انصاری اور حمزہ رضی اللہ عنہ سمیت چھ مہاجرین شہید ہوئے، مشرکوں نے مسلمان شہداء کی لاشوں کا مثلہ کیا، انصار نے کہا: اگر ہمیں کبھی قریش کے خلاف موقع ملا (ہم نے ان پر قابو پالیا) تو ہم ان سے بڑھ کر بدلہ لیں گے، پھر جب مکہ فتح ہوا لوگوں میں سے ایک غیر معروف شخص نے پکار کر کہا: آج کے بعد قریش نہیں رہیں گے، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ○(۱۶۳)

اور اگر تم انہیں سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی، اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر بہت اچھا ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگوں (کے قتل) سے ہاتھ روک لو۔(۱۶۴)

شہدائے اُحد کی تکفین و تدفین

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے روز حکم دیا کہ شہدا سے لوہے اور کھالیں (زرہیں، خود اور ہتھیار) اتار کر انہیں ان کے خون آلود کپڑوں میں دفن کردیں۔(۱۶۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش کے پاس تشریف لائے آپ نے دیکھا حمزہ رضی اللہ عنہ کا مُثلہ کیا گیا ہے (ان کی لاش کا حلیہ بگاڑا گیا ہے) آپ نے فرمایا: اگر مجھے صفیہ کے درد و الم کا خیال نہ ہوتا تو میں اسے یوں ہی چھوڑ دیتا اسے پرندے کھا لیتے اور حمزہ حشر کے روز ان کے پیٹوں سے نکلتے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید و سیاہ دھاری دار چادر منگوا کر حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفن دیا، (چادر اتنی چھوٹی تھی کہ) جب اسے سر پر ڈالا جاتا تو ان کے قدم

ظاہر ہوتے اور جب اسے ان کے پیروں پر ڈالا جاتا تو ان کا سر ننگا ہو جاتا۔

شہدا کی تعداد زیادہ تھی کپڑے کم تھے، دو دو یا تین تین شہیدوں کو ایک کپڑے کا کفن دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم کرتے جس شہید کو زیادہ قرآن یاد تھا اسے (قبر میں) پہلے قبلے کی طرف رکھتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھے بغیر ان کی تدفین فرمائی۔ (۱۶۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، غزوۂ اُحد کے دن میرے والد کی میت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئی، ان کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا میں اپنے والد کا چہرہ کھولنا چاہتا لیکن میری قوم کے لوگ مجھے منع کر دیتے اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون کے رونے کی آواز سنی، آپ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ صحابہ نے بتایا: عمرو رضی اللہ عنہ کی بیٹی یا بہن ہے، آپ نے فرمایا: کیوں رو رہی ہو؟ یا فرمایا: تم رو رہی ہو اور فرشتے برابر ان پر اپنے پروں سے سایہ کئے رہے، یہاں تک کہ اسے اوپر اٹھا لیا گیا (اس کی روح کو آسمانوں پر لے جایا گیا)۔ (۱۶۷)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب میرے والد شہید ہوئے میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانا چاہتا لوگ مجھے منع کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے منع نہیں فرماتے تھے، میری پھوپھی فاطمہ بنت عمرو رضی اللہ عنہا رونے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم رو رہی ہو؟ یا فرمایا: مت رو، اس کی میت پر فرشتے اپنے پروں سے برابر سایہ کئے رہے یہاں تک کہ ان (کی روح) کو اوپر اٹھا لیا گیا۔ (۱۶۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، اُحد کے شہیدوں کو میدانِ جنگ سے دوسری جگہ دفن کرنے کے لئے اٹھایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا: شہیدوں کو ان کے مقتل میں واپس لاؤ (ان کو ان کی شہادت گاہ میں دفن کرو، دوسری جگہ منتقل نہ کرو)۔ (۱۶۹)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میرے والد غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے، میری بہنوں نے مجھے آب پاشی کا اونٹ دے کر بھیجا کہ میں والد کی میت اس اونٹ پر لاؤں اور اسے بنوسلمہ کے قبرستان میں دفن کروں، میں اپنے چند مددگاروں کے ساتھ وہاں گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ اُحد میں تشریف فرما تھے، آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے مجھے بلا کر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اسے اس کے شہید بھائیوں کے ساتھ دفن کیا جائے، گاچناں چہ میرے والد کو اُحد کے دیگر شہدا کے ساتھ دفن کیا گیا۔ (۱۷۰)

حضرت ہشام بن عامر الانصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں غزوۂ اُحد کے دن لوگوں کو بڑے زخم اور شدید مشکلات پیش آئیں (شہدا کی تدفین کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبریں کشادہ کھودو

اور ایک قبر میں دو دو، تین تین (شہیدوں) کو دفن کرو، صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم پہلے کسے قبر میں اتاریں؟ آپ نے فرمایا: جس کو قرآن زیادہ یاد تھا، میرے والد کو زیادہ قرآن یاد تھا ان کو پہلے رکھا گیا۔(۱۷۱)

حضرت ہشام بن عامر الانصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، غزوۂ اُحد کے دن انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! ہمیں زخم اور مشکلات پیش آئی ہیں، آپ (شہدا کی قبور اور تدفین کے بارے میں) کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کشادہ قبریں کھودو، اور ہر قبر میں دو یا تین آدمیوں کو دفن کر دو، انہوں نے پوچھا: ان میں سے پہلے کس کو رکھیں؟ آپ نے فرمایا: جسے قرآن زیادہ یاد ہو، حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے والد عامر رضی اللہ عنہ کو ایک یا دو آدمیوں سے پہلے قبر میں رکھا گیا۔(۱۷۲)

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میرے والد اُحد کے روز شہید ہوئے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کشادہ، اچھی اور گہری قبریں کھودو، اور ہر قبر میں دو، دو، تین تین کو دفن کر دو، جس کو قرآن زیادہ یاد تھا اس کو مقدم کرو، میرے والد قبر میں تین میں تیسرے تھے، ان کو قرآن زیادہ یاد تھا اس لئے ان کو باقی دو سے مقدم رکھا گیا۔(۱۷۳)

حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ کا بخت یاوری پر

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا: یا رسول اللہ! آپ کا کیا ارشاد ہے اگر میں اللہ کی راہ میں جنگ کروں یہاں تک کہ قتل کر دیا جاؤں تو میں اپنے اس صحیح پاؤں کے ساتھ جنت میں چلوں پھروں گا؟ عمرو رضی اللہ عنہ ایک پاؤں سے لنگڑے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، غزوۂ اُحد کے دن عمرو رضی اللہ عنہ، ان کا بھتیجا اور ان کا آزاد کردہ غلام شہید ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرو رضی اللہ عنہ کی میت کے پاس سے گزرے اور فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں تم اپنی صحیح ٹانگ کے ساتھ جنت کی سیر کر رہے ہو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو، ان کے بھتیجے اور ان کے آزاد کردہ غلام کو ایک قبر میں دفن کرنے کا حکم فرمایا۔(۱۷۴)

شہیدوں کو ان کے لباس میں دفن کر دو

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے دن فرمایا: ان (شہدا) کو ان کے کپڑوں میں لپیٹ دو، اُحد کے دن ایک ایک قبر میں کئی کئی افراد دفن کئے جانے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو زیادہ قرآن یاد تھا اسے آگے رکھو۔(۱۷۵)

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شہدائے اُحد کے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: میں ان پر گواہ ہوں کہ جو شخص راہِ خدا میں زخمی ہوا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا، اس کا رنگ خون جیسا ہوگا اور اس میں سے مشک کی خوش بو آتی ہوگی، دیکھو جس کو زیادہ قرآن یاد تھا اسے قبر میں سب سے پہلے اتارو۔ (۱۷۶)

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ شہدائے اُحد کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں ان پر گواہی دیتا ہوں (کہ یہ راہِ خدا میں شہید ہوئے ہیں) ان کو ان کے زخموں اور خونوں کے ساتھ کپڑوں میں لپیٹ دو۔ (۱۷۷)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس روز شہید ہونے والوں کے پاس تشریف لائے اور آپ نے ارشاد فرمایا: انہیں ان کے خون سمیت کپڑوں میں لپیٹ دو، میں ان پر گواہ ہوں، چناں چہ ایک ایک قبر میں، دو اور تین تین شہدا دفن کئے گئے، پوچھا جاتا کہ ان میں سے کس کو زیادہ قرآن یاد تھا، اسے باقیوں سے آگے رکھا جاتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس دن میرے والد اور چچا کو ایک قبر میں دفنایا گیا۔ (۱۷۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اُحد کے شہیدوں کے بارے میں فرمایا: انہیں غسل نہ دو، قیامت کے دن ان کا ہر زخم یا ہر خون مشک کی طرح مہکتا ہوگا، اور آپ نے ان پر نماز نہیں پڑھی۔ (۱۷۹)

شہیدوں کو ان کے مقتل میں دفن کرنے کا حکم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے مشرکوں سے جنگ کے لئے نکلے، میرے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: جابر! تم مدینہ میں رہ کر انتظار کرنا کہ ہمارا کیا انجام ہوتا ہے، اللہ کی قسم! اگر میں نے اپنے پیچھے بیٹیاں نہ چھوڑی ہوتیں میں اسے پسند کرتا کہ تم میرے سامنے (راہِ خدا میں) مارے جاتے، میں انتظار کرنے والوں میں ہی تھا کہ میری پھوپھی میرے والد اور ماموں کی لاشیں آبپاشی کے اونٹ پر رکھ کر مدینے میں لائیں تاکہ وہ انہیں ہمارے قبرستان میں دفن کریں، اتنے میں ایک منادی نے ندا دی، سنو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنے شہیدوں کو ان کے مقتل میں دفن کرو، چناں چہ ہم ان کی لاشیں واپس لے گئے اور انہیں ان کی قتل گاہوں میں دفن کر دیا۔ (۱۸۰)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ

عنہ کو ایک سفید اور سیاہ دھاری دار چادر کا کفن دیا۔ (۱۸۱)

حارثہ بن مضرب بیان کرتے ہیں، میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے ہاں (ان کی عیادت کے لئے) آیا، آپ (کے زخم) کو سات بار داغا گیا تھا، حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہ سنا ہوتا کہ تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے تو میں (اس تکلیف کی وجہ سے) ضرور موت کی تمنا کرتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی یہ حالت دیکھی ہے کہ میرے پاس ایک درہم نہیں ہوتا تھا اور اب میرے گھر کے کونے میں چالیس ہزار درہم رکھے ہیں۔

پھر خباب رضی اللہ عنہ کے لئے کفن لایا گیا جسے دیکھ کر آپ رو پڑے اور فرمایا: لیکن حمزہ رضی اللہ عنہ کو تو کفن میں ایک ایسی سادہ سی چادر ملی کہ جب اسے ان کے سر پر ڈالا جاتا ان کے پاؤں کھل جاتے اور اگر اسے ان کے پاؤں پر ڈالا جاتا تو ان کا سر کھل جاتا تھا، چناں چہ ان کا سر ڈھانپ دیا گیا اور پیروں پر اذخر گھاس ڈال دی گئی۔ (۱۸۲)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا کفن

حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی، ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر رہا، ہم (مہاجرین) میں سے بعض حضرات ایسے تھے جو اس دار فانی سے چلے گئے، انہوں نے اپنے اجر سے کچھ نہ کھایا، ان میں سے ایک مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں جو غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے، ہمیں ان کے کفن کے لئے ایک دھاری دار چادر کے سوا کوئی چیز نہ ملی، اس چادر سے اگر ہم اس کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں کھلے رہتے اور جب ان کے پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر کھل جاتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ چادر سے ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں اور ہم میں سے بعض لوگ وہ ہیں جن کا پھل تیار ہو گیا ہے اور وہ اسے چن رہے ہیں (اس سے نفع اندوز ہو رہے ہیں)۔ (۱۸۳)

بغیر کوئی نماز پڑھے جنت کا حق دار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے مجھے اس شخصیت کے بارے میں بتاؤ جو کوئی نماز پڑھے بغیر جنت میں داخل ہوا، جب نہ بتا سکتے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے، آپ بتائیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے وہ بنو عبد الاشہل کے اصیرم عمرو بن ثابت بن وقش ہیں۔

اس حدیث کے راوی حصین بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں، میں نے محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے دریافت

کیا: اصیرم رضی اللہ عنہ کا کیا واقعہ ہے؟ انہوں نے بتایا: اصیرم اپنی قوم کے سامنے اسلام کا انکار کرتا تھا، غزوۂ اُحد کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی طرف روانہ ہوئے اصیرم کے دل میں اسلام کی رغبت پیدا ہوئی، اس نے اسلام قبول کیا، اپنی تلوار لی اور قوم کے پاس جا پہنچا اور جنگ میں شریک ہو گیا، لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو گیا۔

بنوعبد الاشہل کے لوگ معرکے میں شہید ہونے والے اپنے ہم قبیلہ لوگوں کی تلاش میں اصیرم کے پاس جا پہنچے، انہوں نے کہا: بہ خدا یہ تو اصیرم ہے یہ یہاں کیسے؟ ہم اسے اس دین کا انکاری چھوڑ کر آئے تھے، انہوں نے اس سے پوچھا: عمرو! تم یہاں کیسے آئے اپنی قوم کی طرف سے لڑنے یا اسلام میں رغبت رکھتے ہوئے؟ اصیرم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مجھے اسلام کی کشش لائی ہے، میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آیا اور مسلمان ہو گیا، پھر میں نے اپنی تلوار لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہو گیا، لڑائی میں مجھے زخم لگنے تھے لگ چکے، پھر اصیرم رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے ہاتھوں میں دم توڑ دیا، لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: وہ اہل جنت میں سے ہے۔ (۱۸۴)

شہدا کا مقام اور خواہش

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے بھائی اُحد میں شہادت سے ہمکنار ہوئے اللہ عزوجل نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں کر دیا، وہ جنت کی نہروں پر اترتے ہیں، جنت کے پھل کھاتے ہیں اور عرش کے زیر سایہ سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں۔

جب انہوں نے اتنی بہترین کھانے پینے کی چیزیں اور عمدہ ٹھکانا دیکھا تو وہ کہنے لگے کاش ہمارے بھائیوں کو بھی معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کیا تیار فرمایا ہے تاکہ وہ جہاد سے بے رغبتی نہ کریں اور لڑائی سے روگردانی نہ کریں۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں تمہاری طرف سے یہ پیغام پہنچائے دیتا ہوں، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیات نازل فرمائیں:

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (۱۸۵)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس

زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔وہ خوش ہیں اس پر جو انہیں اللہ نے اپنے فضل سے دیا اور اپنے پچھلوں کے متعلق جو ابھی ان سے نہیں ملے یہ بشارت پا کر خوش ہوتے ہیں کہ ان پر (بھی) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم گین ہوں گے۔وہ خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور اس کے فضل پر اور اس پر کہ اللہ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔(۱۸۶)

میں دوبارہ شہادت کا خواہش مند ہوں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے جابر! کیا تمہیں معلوم نہیں اللہ عز وجل نے تیرے والد کو زندہ کر کے اس سے فرمایا: مجھ سے مانگو، تیرے والد نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں دنیا میں بھیجا جاؤں اور دوسری مرتبہ شہادت پاؤں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ لوگ دنیا میں دوبارہ نہیں لوٹائے جائیں گے۔(۱۸۷)

حمزہ پر رونے والیاں نہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ اُحد سے واپس تشریف لائے، انصار کی عورتیں غزوۂ اُحد میں شہید ہونے والے اپنے شوہروں پر رو رہی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن حمزہ پر رونے والیاں نہیں ہیں، پھر آپ سو گئے، آپ بیدار ہوئے (آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ) انصار کی عورتیں حمزہ پر رو رہی تھیں، آپ نے دریافت فرمایا: یہ تب سے حمزہ کا نام لے کر روتی رہی ہیں۔(۱۸۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُحد سے واپس تشریف لائے انصار کی عورتیں اپنے (شہید ہونے والے) شوہروں پر رو رہی تھیں، آپ نے فرمایا: لیکن حمزہ پر رونے والیاں نہیں، انصار کی خواتین کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ آ کر حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں بیدار ہوئے ان کے رونے کی آواز سنی تو ارشاد فرمایا: ان پر افسوس یہ رات گئے تک روتی ہی رہیں گی، انہیں کہو واپس جائیں اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر مت روئیں۔(۱۸۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے، ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد سے واپس تشریف لائے تو آپ نے بنو عبدالاشہل کی عورتوں کی آواز سنی جو اپنے شہیدوں پر رو رہی تھیں، آپ نے فرمایا: لیکن حمزہ پر رونے والیاں نہیں ہیں، انصار کی عورتیں آپ کے پاس آ کر حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے وہ ابھی تک رو رہی تھیں، آپ نے فرمایا: ان پر افسوس! تم اس وقت سے اب تک رو

رہی ہو، ان سے کہو واپس جائیں اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر (بلند آواز سے) نہ روئیں۔(۱۹۰)

اُحد کے ایک زخمی کا علاج

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، غزوۂ اُحد کے دن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بازو کی ایک رگ (اکحل) میں تیر لگا، نبی اکرم ﷺ کے حکم سے ان کی اس رگ کو داغ دیا گیا۔(۱۹۱)

اُحد کے شہید کی بچیاں اور آیت میراث کا نزول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سعد رضی اللہ عنہ کی دو بچیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ دونوں سعد کی بچیاں ہیں، ان کے والد آپ کے ساتھ غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے ہیں، ان کے چچا نے ان کا سارا مال لے لیا ہے، ان کی شادی اس صورت میں ہوگی جب ان کے پاس مال ہوگا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرمائے گا، تب آیت میراث نازل ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے بچیوں کے چچا کی طرف آدمی بھیجا اور اس سے فرمایا: دو تہائی مال سعد کی بیٹیوں کو اور آٹھواں حصہ سعد کی اہلیہ کو دو، جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔(۱۹۲)

شہید کے قرض کی ادائیگی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میرے والد اپنے اوپر کھجوروں کا قرضہ چھوڑ (کر اُحد میں شہید ہو) گئے، ان کے بعض قرض خواہوں نے مجھ سے سختی سے قرض کی ادائیگی کا تقاضہ کیا، میں اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ کے نبی! میرے والد فلاں دن شہید ہو گئے اور انہوں نے مجھ پر کھجوروں کا قرضہ چھوڑا ہے، ان کے بعض قرض خواہوں نے مجھ سے سختی سے تقاضا کیا ہے، میں آپ کی مدد کا خواستگار ہوں تاکہ وہ کھجور کی آئندہ فصل تک مجھے کچھ کھجوروں کی ادائیگی کی مہلت دے دے، آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے میں ان شاء اللہ دوپہر کے قریب آؤں گا، آپ (دوپہر کے قریب) اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف لائے، اجازت طلب فرمائی اور گھر میں تشریف لے آئے، میں نے اپنی بیوی سے کہا: نبی اکرم ﷺ آج میرے ہاں دوپہر میں تشریف لائے ہیں، میں تجھے نہ دیکھوں اور تم اپنے کسی کام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ دینا (آپ کے آرام میں مخل نہ ہونا) نہ ہی آپ سے باتیں کرنا، آپ اندر آئے تو میں نے آپ کے لئے بستر بچھا دیا اور تکیہ رکھ دیا، آپ نے سر رکھا اور سو گئے۔ میں نے اپنے غلام سے کہا: گھر میں پلنے والی یہ موٹی بکری جلدی جلدی ذبح کرو، تاکہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیدار ہونے سے پہلے تم فارغ ہو جاؤ میں بھی تمہارا ساتھ دے رہا ہوں، چناں چہ ہم آپ کی نیند کے دوران ہی اس کام سے فارغ ہو گئے، میں نے غلام سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتے ہی پانی طلب فرمائیں گے اور مجھے اندیشہ ہے کہ آپ وضو سے فارغ ہو کر (باہر جانے کے لئے) کھڑے ہو جائیں گے، ہمیں آپ کے وضو سے فارغ ہونے سے پہلے بکری کا گوشت آپ کے سامنے رکھ دینا ہے۔ آپ نیند سے اٹھے فرمایا: جابر! وضو کے لئے پانی لاؤ، ابھی آپ وضو سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ میں نے گوشت آپ کے سامنے رکھ دیا، آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: گویا تجھے گوشت سے ہماری محبت کا علم ہے، ابو بکر کو میرے پاس بلاؤ، پھر آپ نے اپنے ساتھ آنے والے دوسرے ساتھیوں کو بلایا وہ اندر آ گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (گوشت کی طرف) ہاتھ بڑھایا اور فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ، سب کھا کر سیر ہو چکے اور بہت سا گوشت بچ گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بہ خدا! بنو سلمہ کے لوگ آپ کے انتظار میں تھے آپ انہیں اپنی آنکھوں سے بھی زیادہ محبوب تھے، لیکن ان میں سے کوئی شخص آپ کے قریب نہیں آ رہا تھا کہ آپ کو اذیت نہ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہو کر اٹھے آپ کے صحابہ بھی کھڑے ہو گئے اور آپ کے آگے باہر نکلے، آپ فرمایا کرتے تھے میری پشت ملائکہ کے لئے خالی چھوڑ دیا کرو، میں بھی صحابہ کے ساتھ چل پڑا جب آپ دروازے کی چوکھٹ کے پاس پہنچے، میری بیوی نے گھر کے ستون کی آڑ سے نکل کر کہا: یا رسول اللہ! میرے اور میرے شوہر کے لئے دعا فرمائیے، اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر اور تمہارے شوہر پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔

پھر آپ نے مجھ سے فرمایا اپنے اس قرض خواہ کو بلاؤ جس نے تجھ سے سختی سے ادائیگی کا تقاضا کیا تھا، وہ آ گیا تو آپ نے فرمایا: جابر بن عبداللہ کے والد کے قرض کی ادائیگی سے اسے آئندہ فصل اترنے تک کے لئے آسانی کر دو، اس نے اکڑ کر کہا میں ایسا نہیں کروں گا، وہ یتیموں کا مال ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جابر کہاں ہیں؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں یہاں ہوں، آپ نے فرمایا: اسے کھجوریں ماپ دو اللہ تعالیٰ تمہارا قرض پورا کر دے گا، میں نے آسمان کی طرف دیکھا سورج ڈھل چکا تھا، آپ نے فرمایا: ابو بکر! نماز، لوگ مسجد کی طرف چلے گئے، میں نے قرض خواہ سے کہا: اپنا برتن لاؤ، میں نے عجوہ کھجوریں ماپ کر دے دیں، اللہ تعالیٰ نے اس کا قرض پورا کر دیا اور ہمارے لئے کھجوروں کی اتنی مقدار بچ بھی گئی، میں چنگاری کی طرح اڑتا ہوا مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نماز سے فارغ ہو چکے تھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دیکھئے تو میں نے اپنے قرض خواہ کو کھجوریں ماپ دیں،

اللہ تعالیٰ نے اس کا قرض پورا فرما دیا اور ہمارے لئے اتنی اتنی کھجوریں بچ گئیں، آپ نے فرمایا: عمر بن الخطاب کہاں ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے، آپ نے فرمایا: جابر بن عبد اللہ سے اس کے قرض خواہ اور کھجوروں کے متعلق پوچھو، انہوں نے عرض کیا: میں نہیں پوچھوں گا، جب آپ نے یہ فرمایا کہ اللہ عز وجل تمہارا قرض پورا کر دے گا مجھے معلوم ہوگیا کہ اللہ عز وجل جابر کا قرض پورا فرما دے گا۔

آپ نے یہ بات تین بار دہرائی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ عرض کرتے رہے میں نہیں پوچھوں گا، تین مرتبہ کے بعد آپ پھر وہ بات نہیں دہراتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جابر کہاں ہے؟ تمہارے قرض خواہ اور کھجوروں کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا: اللہ عز وجل نے میرا قرض پورا فرما دیا اور ہمارے لئے اتنی اتنی کھجوریں بچ گئی ہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے پاس آکر کہا: میں نے تجھے منع نہیں کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات نہ کہنا اس نے کہا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ عز وجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے گھر میں لائے پھر آپ باہر تشریف لے جائیں اور میں آپ کے باہر تشریف لے جانے سے پہلے آپ سے اپنے لئے اور اپنے شوہر کے لئے دعا کی درخواست بھی نہ کروں؟ (۱۹۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے والد یہود کا قرض چھوڑ گئے ہیں، آپ نے فرمایا: میں ان شاء اللہ ہفتے کے دن تمہارے پاس آؤں گا، یہ کھجوریں توڑنے اور کھجوروں کے درختوں کی درستی کا زمانہ تھا، ہفتے کے دن صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، میں پانی کے پاس تھا (باغ کو سیراب کر رہا تھا) آپ پانی کی نالی کے پاس گئے وضو کیا پھر مسجد کی طرف گئے دو رکعتیں ادا کی، میں آپ کو اپنے خیمے میں لایا، آپ کے لئے بالوں سے تیار کردہ دھاری دار چادر بچھا دی اور کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تکیہ ڈال دیا، آپ نے اس پر ٹیک لگالی، تھوڑی دیر بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ آگئے گویا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو دیکھ لیا تھا، سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی، معمولی دیر گزری تھی کہ عمر رضی اللہ عنہ آگئے، انہوں نے آتے ہی وضو کیا اور دو رکعات نماز پڑھی، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دو ساتھیوں کا عمل دیکھا ہے، پھر دونوں خیمے میں داخل ہوئے، ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سر کی جانب اور عمر رضی اللہ عنہما آپ کے پیروں کی جانب بیٹھ گئے۔ (۱۹۴)

شہدائے اُحد پر نماز اور خطبہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر نکلے اور شہدائے اُحد کی نماز جنازہ پڑھی، پھر منبر کی طرف تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم

پر گواہ ہوں، اور میں بہ خدا اس وقت اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں، آگاہ رہو مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا فرمایا: زمین کی کنجیاں، اللہ کی قسم! مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم دنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے۔ (۱۹۵)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سال کے بعد شہدائے اُحد پر نماز جنازہ پڑھی، جیسے آپ زندوں اور مردوں کو الوداع کر رہے ہوں، پھر (واپس آ کر) منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں، تم پر گواہ ہوں اور تمہارے وعدے کی جگہ حوض (کوثر) ہے، میں اسے دیکھ رہا ہوں، مجھے یہ خوف نہیں کہ تم شرک یا فرمایا کفر کرو گے لیکن دنیا، تم اس میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی خواہش کرو گے۔ (۱۹۶)

اُحد کے شہید کی قبر کھلنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مجھے ایک شخص نے آ کر کہا: معاویہ کے کارندوں نے تیرے والد کی قبر کو کھول دیا ہے، اوران کی میت کا ایک حصہ ظاہر ہو گیا، میں والد کی قبر پر آیا، میں نے انہیں ویسا ہی پایا جیسے میں نے انہیں دفن کیا تھا، ان کا کچھ بھی نہیں بدلا تھا سوائے قتل کے نشانات کے، پھر میں نے (ان کی قبر درست کر دی) ان کی میت چھپا دی۔ (۱۹۷)

حوالہ جات

۱۔ رقم الحدیث: ۱۸۰۸۳، حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہما
۲۔ رقم الحدیث: ۲۲۳۳، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۳۔ رقم الحدیث: ۱۴۳، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
۴۔ رقم الحدیث: ۱۸۱۵۹، حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہما
۵۔ رقم الحدیث: ۲۶۷۳۸، حدیث ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث الانصاری رضی اللہ عنہا
۶۔ رقم الحدیث: ۱۱۹۹۰، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۷۔ رقم الحدیث: ۳۸۹۱، ۳۹۵۵، ۳۹۹۹، ۴۰۱۹، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۸۔ رقم الحدیث: ۲۴۶۳۲، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
۹۔ رقم الحدیث: ۲۴۶۴۰، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
۱۰۔ رقم الحدیث: ۲۲۸۴۵، حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما
۱۱۔ رقم الحدیث: ۲۲۸۶۳، حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما
۱۲۔ المائدہ: ۲۴
۱۳۔ رقم الحدیث: ۱۱۶۱۱، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۴۔ المائدہ:۲۴
۱۵۔ رقم الحدیث:۱۲۵۴۲، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۶۔ رقم الحدیث:۱۲۸۸۳، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۷۔ رقم الحدیث:۱۲۸۸۴، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۸۔ رقم الحدیث:۱۳۲۹۲، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۹۔ رقم الحدیث:۱۸۳۴۸، حدیث طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ
۲۰۔ المائدہ:۲۴
۲۱۔ رقم الحدیث:۳۶۹۰،۴۰۵۹، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۲۲۔ رقم الحدیث:۴۳۶۳، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۲۳۔ الانفال:۹
۲۴۔ رقم الحدیث:۲۰۸۔۲۲۱، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)
۲۵۔ رقم الحدیث:۱۰۲۶،۱۱۶۵، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۲۶۔ رقم الحدیث:۹۵۱، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۲۷۔ رقم الحدیث:۲۳۰۵۵،۲۳۰۵۷، حدیث ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
۲۸۔ القمر:۴۵
۲۹۔ رقم الحدیث:۳۰۳۴، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۳۰۔ رقم الحدیث:۱۵۹۲۲، حدیث ابی طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ
۳۱۔ رقم الحدیث:۱۶۷۶، حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ
۳۲۔ رقم الحدیث:۱۵۶۳۰، حدیث ابواسید الساعدی رضی اللہ عنہ
۳۳۔ رقم الحدیث:۱۱۹۹۰، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۳۴۔ رقم الحدیث:۶۷۸، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۳۵۔ رقم الحدیث:۹۵۱، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۳۶۔ رقم الحدیث:۲۳۱۴۸، حدیث عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ
۳۷۔ رقم الحدیث:۶۵۶، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۳۸۔ رقم الحدیث:۱۰۴۵، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۳۹۔ رقم الحدیث:۲۳۲۶۶، حدیث ابی داؤد المازنی رضی اللہ عنہ
۴۰۔ رقم الحدیث:۳۸۱۴،۳۸۱۵، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۴۱۔ رقم الحدیث:۳۸۴۶،۳۹۹۸، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۴۲۔ رقم الحدیث:۴۲۳۴، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۴۳۔ رقم الحدیث:۴۲۳۵، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۴۴۔ رقم الحدیث:۱۱۷۳۳،۱۱۸۹۵، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۴۵۔ رقم الحدیث: ۱۳۰۶۵، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۴۶۔ الانفال: ۶۸، ۶۹
۴۷۔ رقم الحدیث: ۷۳۸۵، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
۴۸۔ الانفال: ۱
۴۹۔ رقم الحدیث: ۱۵۴۱، مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۵۰۔ رقم الحدیث: ۱۵۵۹، مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۵۱۔ الانفال: ۱
۵۲۔ رقم الحدیث: ۱۵۷۱، ۱۶۱۷، مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۵۳۔ رقم الحدیث: ۱۵۶۲۶، حدیث ابی اسید الساعدی رضی اللہ عنہ
۵۴۔ الانفال: ۱
۵۵۔ رقم الحدیث: ۲۲۲۵۶، حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ
۵۶۔ رقم الحدیث: ۲۰۳۳، ۲۹۹۴، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۵۷۔ تجارتی قافلہ یا قریشی لشکر کو قابو میں دینے
۵۸۔ رقم الحدیث: ۲۸۶۸، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۵۹۔ رقم الحدیث: ۲۸۶۸
۶۰۔ رقم الحدیث: ۶۱۱۰، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
۶۱۔ رقم الحدیث: ۱۱۶۰۹، ۱۲۴۶۲، ۱۳۳۶۲، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۶۲۔ رقم الحدیث: ۱۲۰۶۲، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۶۳۔ الروم: ۵۲
۶۴۔ رقم الحدیث: ۱۳۶۵۰، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۶۵۔ رقم الحدیث: ۱۵۹۲۱، حدیث ابی طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ
۶۶۔ رقم الحدیث: ۱۵۹۲۴، حدیث ابی طلحہ زید بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ
۶۷۔ رقم الحدیث: ۲۴۸۴۴، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
۶۸۔ رقم الحدیث: ۲۵۸۲۹، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
۶۹۔ الانفال: ۶۷، ۶۸
۷۰۔ رقم الحدیث: ۲۰۸، ۲۲۱، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
۷۱۔ ابراہیم: ۳۶
۷۲۔ المائدہ: ۱۱۸
۷۳۔ نوح: ۲۶
۷۴۔ یونس: ۸۸
۷۵۔ الانفال: ۶۸

۷۶۔ رقم الحدیث: ۳۶۲۵، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۷۷۔ رقم الحدیث: ۳۶۲۶، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۷۸۔ رقم الحدیث: ۳۶۲۷، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۷۹۔ الانفال: ۶۸
۸۰۔ رقم الحدیث: ۱۳۱۴۳، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۸۱۔ الانفال: ۶۸
۸۲۔ رقم الحدیث: ۳۹۴۹، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۸۳۔ رقم الحدیث: ۱۶۲۹۱، حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ
۸۴۔ رقم الحدیث: ۱۶۳۴۳، حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ
۸۵۔ رقم الحدیث: ۲۳۳۵۲، حدیث ابی رافع رضی اللہ عنہ
۸۶۔ رقم الحدیث: ۳۳۰۰، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۸۷۔ رقم الحدیث: ۲۵۸۳۰، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
۸۸۔ رقم الحدیث: ۲۲۱۷، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۸۹۔ رقم الحدیث: ۷۸۸۰، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
۹۰۔ رقم الحدیث: ۱۴۳۶۰، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۹۱۔ رقم الحدیث: ۱۵۳۹۳، حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ
۹۲۔ مریم: ۷۱
۹۳۔ مریم: ۷۲
۹۴۔ رقم الحدیث: ۲۵۹۰۱، حدیث حفصہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا
۹۵۔ مریم: ۷۱
۹۶۔ مریم: ۷۲
۹۷۔ رقم الحدیث: ۲۶۵۰۲، حدیث حفصہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا
۹۸۔ رقم الحدیث: ۱۱۸۴۳، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۹۹۔ رقم الحدیث: ۱۲۷۸۸، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۰۰۔ رقم الحدیث: ۱۲۸۳۸، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۰۱۔ رقم الحدیث: ۱۳۳۳۰، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۰۲۔ رقم الحدیث: ۱۳۳۷۶، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۰۳۔ رقم الحدیث: ۱۳۴۵۹، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۰۴۔ رقم الحدیث: ۱۳۵۹۹، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۰۵۔ رقم الحدیث: ۱۳۶۰۳، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۰۶۔ رقم الحدیث: ۲۶۴۸۱، ۲۶۴۸۷، حدیث الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہما

۱۰۷۔ رقم الحدیث: ۱۵۵۳۵،۱۵۵۳۶، حدیث ذی الجوشن عن النبی ﷺ
۱۰۸۔ رقم الحدیث: ۱۶۱۹۷، حدیث ذی الجوشن الضبابی رضی اللہ عنہ
۱۰۹۔ رقم الحدیث: ۱۶۱۹۸، حدیث ذی الجوشن الضبابی رضی اللہ عنہ
۱۱۰۔ رقم الحدیث: ۶۰۴، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۱۱۱۔ رقم الحدیث: ۶۴۴، ۷۱۷، ۸۵۵، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۱۱۱۔(الف) رقم الحدیث: ۸۲۱، ۸۴۰، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۱۱۲۔ رقم الحدیث: ۲۲۵۲۶، حدیث بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ
۱۱۳۔ رقم الحدیث: ۱۲۰۴، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۱۱۴۔ رقم الحدیث: ۳۰۹۳، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۱۱۵۔ رقم الحدیث: ۱۴۳۷۳، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۱۱۶۔ رقم الحدیث: ۴۶۴۷، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
۱۱۷۔ النساء: ۸۸
۱۱۸۔ رقم الحدیث: ۲۱۰۸۹، ۲۱۱۲۰، ۲۱۱۲۵، ۲۱۱۲۷، حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
۱۱۹۔ رقم الحدیث: ۱۱۸۲۶)، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۲۰۔ رقم الحدیث: ۱۳۹۰۲، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۱۲۱۔ رقم الحدیث: ۱۴۷۱، ۱۴۷۴، ۱۵۳۳، مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۱۲۲۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۶۶، حدیث عبداللہ الزرقی رضی اللہ عنہ
۱۲۳۔ آل عمران: ۱۲۸
۱۲۴۔ رقم الحدیث: ۱۱۵۴۵، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۲۵۔ آل عمران: ۱۲۸
۱۲۶۔ رقم الحدیث: ۱۲۴۲۰، ۱۳۲۴۵، ۱۳۶۵۸، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۲۷۔ آل عمران: ۱۲۸
۱۲۸۔ رقم الحدیث: ۱۲۶۷۰، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۲۹۔ آل عمران: ۱۲۸
۱۳۰۔ رقم الحدیث: ۱۲۷۲۵، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۳۱۔ رقم الحدیث: ۳۶۰۰، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۱۳۲۔ رقم الحدیث: ۲۲۲۹۳، حدیث ابی مالک سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ
۱۳۳۔ رقم الحدیث: ۲۲۳۲۲، حدیث ابی مالک سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ
۱۳۴۔ رقم الحدیث: ۱۳۶۴۲، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۳۵۔ رقم الحدیث: ۱۸۱۲۰، ۱۸۱۲۶، حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہما
۱۳۶۔ آل عمران: ۱۵۲

۱۳۷۔ رقم الحدیث: ۲۶۰۴۰، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۱۳۸۔ آل عمران: ۱۵۲
۱۳۹۔ رقم الحدیث: ۴۴۰۰، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۱۳۹۔(الف) رقم الحدیث: ۱۳۸۸، مسند ابی محمد طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ
۱۴۰۔ رقم الحدیث: ۱۱۶۱۳، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۴۱۔ رقم الحدیث: ۱۲۷۲۶، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۴۲۔ رقم الحدیث: ۱۳۳۸۹، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۴۳۔ رقم الحدیث: ۱۳۶۴۴، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۴۴۔ الاحزاب: ۲۳
۱۴۵۔ رقم الحدیث: ۱۲۶۰۳، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۴۶۔ الاحزاب: ۲۳
۱۴۷۔ رقم الحدیث: ۱۲۶۷۲، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۴۸۔ الاحزاب: ۲۳
۱۴۹۔ رقم الحدیث: ۱۳۲۴۶، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۵۰۔ رقم الحدیث: ۲۰۱۷۶، حدیث سلیم من بنی سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۵۱۔ رقم الحدیث: ۱۴۲۰، مسند الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
۱۵۲۔ رقم الحدیث: ۱۴۱۱، مسند الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
۱۵۳۔ رقم الحدیث: ۱۴۹۸، ۱۶۱۹، مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۱۵۴۔ رقم الحدیث: ۱۱۷، ۱۰۲۰، ۱۱۵۱، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۱۵۵۔ رقم الحدیث: ۲۶۵۸۷، حدیث امرأۃ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما
۱۵۶۔ رقم الحدیث: ۲۳۱۲۷، حدیث محمود بن لبید او محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ
۱۵۷۔ رقم الحدیث: ۱۵۶۴۷، حدیث وحشی الحبشی عن النبی ﷺ
۱۵۸۔ رقم الحدیث: ۱۴۲۱، مسند الزبیر بن العوم رضی اللہ عنہ
۱۵۹۔ آل عمران: ۱۶۵
۱۶۰۔ رقم الحدیث: ۲۰۸، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
۱۶۱۔ النحل: ۱۲۶
۱۶۲۔ رقم الحدیث: ۲۰۷۲۳، حدیث ابی العالیہ الریاحی عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
۱۶۳۔ النحل: ۱۲۶
۱۶۴۔ رقم الحدیث: ۲۰۷۲۴، حدیث ابی العالیہ الریاحی عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
۱۶۵۔ رقم الحدیث: ۲۲۱۸، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۱۶۶۔ رقم الحدیث: ۱۱۸۹۱، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۶۷۔ رقم الحدیث:۱۳۸۸۳،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۶۸۔ رقم الحدیث:۱۳۷۷۵،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۶۹۔ رقم الحدیث:۱۳۷۵۵،۱۳۸۹۳،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۷۰۔ رقم الحدیث:۱۴۸۳۴،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۷۱۔ رقم الحدیث:۱۵۸۱۸،۱۵۸۲۱،حدیث ہشام بن عامر الانصاری رضی اللہ عنہما

۱۷۲۔ رقم الحدیث:۱۵۸۲۲،۱۵۸۲۵،حدیث ہشام بن عامر انصاری رضی اللہ عنہما

۱۷۳۔ رقم الحدیث:۱۵۸۲۷تا۱۵۸۳۰،حدیث ہشام بن عامر الانصاری رضی اللہ عنہما

۱۷۴۔ رقم الحدیث:۲۲۰۴۷،حدیث ابی قتادہ الانصاری رضی اللہ عنہ

۱۷۵۔ رقم الحدیث:۲۳۱۴۴،حدیث عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ

۱۷۶۔ رقم الحدیث:۲۳۱۴۵،حدیث عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

۱۷۷۔ رقم الحدیث:۲۳۱۴۶،حدیث عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

۱۷۸۔ رقم الحدیث:۲۳۱۴۷،حدیث عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

۱۷۹۔ رقم الحدیث:۱۳۷۷۷،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۸۰۔ رقم الحدیث:۱۴۸۵۷،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۸۱۔ رقم الحدیث:۱۴۱۱۲،۱۴۴۳۸،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۸۲۔ رقم الحدیث:۲۰۵۶۷،۲۶۶۷۷،حدیث خباب بن الارت رضی اللہ عنہ

۱۸۳۔ رقم الحدیث:۲۰۵۵۴،۲۰۵۷۲،۲۶۶۷۲،حدیث خباب بن الارت رضی اللہ عنہ

۱۸۴۔ رقم الحدیث:۲۳۱۲۳،حدیث محمود بن لبید رضی اللہ عنہ

۱۸۵۔ آل عمران:۱۶۹،۱۷۱

۱۸۶۔ رقم الحدیث:۲۳۸۴،مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۸۷۔ رقم الحدیث:۱۴۴۶۷،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۸۸۔ رقم الحدیث:۴۹۶۴،مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۸۹۔ رقم الحدیث:۵۵۳۸،مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۹۰۔ رقم الحدیث:۵۶۳۳،مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۹۱۔ رقم الحدیث:۱۳۸۴۰،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۹۲۔ رقم الحدیث:۱۴۳۸۴،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۹۳۔ رقم الحدیث:۱۴۸۵۷،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۹۴۔ رقم الحدیث:۱۴۸۳۳،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۹۵۔ رقم الحدیث:۱۶۸۹۳،۱۶۹۴۶،حدیث عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ

۱۹۶۔ رقم الحدیث:۱۶۹۴۹،حدیث عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ

۱۹۷۔ رقم الحدیث:۱۴۸۵۷،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم